تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعالمین نذیرا

ماہنامہ الفرقان ربوہ

نومبر ۱۹۶۴ء

مدیر مسئول

ابو العطاء جالندھری

و کل من علیہا فان

مجاہد اسلام محترم جناب الشیخ عمری عبیدی رحمہ اللہ

براعظم افریقہ کے عظیم فرزند، اسلام کے مخلص خادم، سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک فدائی اور جماعت احمدیہ کے قابل صد احترام ہونہار مجاہد، جناب شیخ عمری عبیدی رحمہ اللہ تعالیٰ ۹ اکتوبر ۱۹۶۴ء کو وفات پا گئے انا للہ وانا الیہ راجعون

(تفصیلی حالات صفحہ ۱۷ پر ملاحظہ فرمائیں)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا ایھا الذین امنوا ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقانا

تعلیمی، تربیتی اور تبلیغی مجلہ

ماہنامہ الفرقان ربوہ

نومبر ۱۹۶۴ء

ایڈیٹر

ابو العطاء جالندھری

مینیجر: عطاء المجیب راشد

سالانہ بدل اشتراک

پاکستان و بھارت ..... چھ روپے

دیگر ممالک .... تیرہ شلنگ

قیمت فی پرچہ .... باسٹھ پیسے

تاریخ اشاعت:- ہر ماہ کی دس تاریخ

بدلِ اشتراک بنام مینیجر پیشگی آنا چاہیئے!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلد ۱۴ شمارہ ۱۱	ماہنامہ الفرقان ربوہ بابت ماہ نومبر ۱۹۶۴ء	رجب ۱۳۸۴ھ نبوت ۱۳۴۳ ہش

مندرجات

اداریہ

یسوع مسیح کی الوہیت کا جائزہ

انجیلی آیت "وہ روح القدس کی قدرت سے حاملہ پائی گئی" پر ایک نظر

پادری صاحبان کو کھلی دعوت

موجودہ عیسائیت کا بنیادی عقیدہ یسوع مسیح کی الوہیت اور ابنیت کا عقیدہ ہے۔ صلیبی موت، کفارہ اور تثلیث اس کی فروع اور نتائج ہیں۔ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ حضرت مسیح اِلٰہ یا ابن اللہ نہ تھے۔ بلکہ انسانوں میں سے ایک انسان اور انبیاء میں سے ایک نبی تھے۔ خدا نہیں تھے بلکہ اس کے رسول اور پیغامبر تھے تو یقیناً موجودہ عیسائیت بیخ و بن سے اکھڑ جاتی ہے اور عیسائیوں کے لئے اسلام قبول کرنا بہت آسان ہو جاتا ہے۔ غور کیا جائے تو آفتاب نیمروز کی طرح واضح ہے کہ موجودہ عیسائیت الوہیت مسیح اور صلیبی موت کے عقیدہ کے سہارے کھڑی ہے ان میں سے ایک کے باطل ثابت ہو جانے سے یہ عمارت پیوندِ خاک ہو جاتی ہے اگر یسوع مسیح کا صلیب پر مرنا پایۂ ثبوت کو نہ پہنچے تو بھی عیسائیت باطل ہے اور اگر یسوع کا اِلٰہ اور ابن اللہ ہونا غلط قرار پا جائے تب بھی عیسائیت کا باطل ہونا اظہر من الشمس ہے اور جب یہ دونوں بنیادیں ہی بے بنیاد ثابت کر دی جائیں اور ہر دو کا باطل ہونا نمایاں ہو جائے تو پھر تو یوں کہنا چاہیئے کہ اندھوں کو بینائی اور بہروں کو شنوائی حاصل ہونے کا زریں موقعہ پیدا ہو گیا۔

آج ہم یسوع مسیح کی الوہیت کے عقیدہ کی نہایت اختصار سے جانچ پڑتال کرنا چاہتے ہیں۔ یاد رہے کہ بنی نوع انسان کی ہدایت و رہنمائی کا سلسلہ ابتدائے آفرینش سے جاری ہے گمگشتگانِ راہِ حق کی رہنمائی کے لئے شروع سے انبیاء آتے رہے ہیں۔ مگر یہ سب ہادی اور رہنما اعلیٰ درجہ کے روحانی انسان تھے۔ وہ مقدس اور پارسا ضرور تھے۔ مگر تھے بشر اور انسان۔ خدا یا خدا کے بیٹے نہ تھے۔ تاریخِ عالم اور تمام اہلِ مذاہب کا اس پر اتفاق ہے کہ بھولے بھٹکے انسانوں کی ہدایت کے لئے اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو نبی بنا کر بھیجا ہے۔ یہود جو اہلِ کتاب تھے ان میں صدہا نبی آئے اور ان کے ہاں آنیوالوں کی پیشگوئیاں بھی موجود تھیں ان میں آنیوالے جملہ مامورین انسان تھے اور وہ ہمیشہ انسان رہنماؤں کے منتظر رہے کبھی انہوں نے یہ انتظار نہ کیا کہ اب خدا خود حقیقی رنگ میں یا اس کا کوئی بیٹا ان کی ہدایت کیلئے آئیگا۔ یسوع مسیح کی آمد کے وقت وہ تین مقدسوں کے منتظر تھے۔ ایلیا۔ مسیح۔ اور وہ نبی۔

اسی لئے انہوں نے یوحنا سے دریافت کیا کہ کیا تو ایلیاہ ہے کیا تو مسیح ہے کیا تو وہ نبی ہے؟ (یوحنا ۱/۲۰-۲۱-۲۵) مگر وہ ہر ایک موعود کو انسان ہی سمجھتے تھے ورنہ وہ حضرت زکریا علیہ السلام کے فرزند حضرت یوحنا سے یہ امکانی سوال کبھی نہ کر سکتے تھے۔

عیسائیوں میں یسوع کی الوہیت کا نظریہ بعد کی ایجاد ہے درحقیقت عیسائیوں نے یہودیوں کے انتہائی دلآزار طعن سے بچنے کے لئے یہ تصور قائم کیا تھا۔ حضرت مسیح کی بن باپ ولادت ابتداء میں حضرت مریمؑ کے لئے جن مشکلات کے برداشت کرنے اور جن دلدوز کلمات کے سننے کا موجب ہوئی وہ تو ظاہر و باہر ہیں۔ مگر ان کے سنِ شعور کو پہنچنے اور پھر خاص کر دعوئے نبوت و رسالت کرنے کے موقعہ پر بدطینت یہود نے جس طرح زبانِ طعن دراز کی ہوگی وہ بھی کوئی پوشیدہ بات نہیں جو لوگ آپ پر ایمان لانے والے تھے ان حالات میں ان کے لئے انتہائی دقت تھی۔ ایک طرف وہ حضرت مسیحؑ کے ساتھ تائیدِ ایزدی پاتے تھے جو ان کی صداقت کی کھلی دلیل تھی۔ اور دوسری طرف یہودی قوم اور ان کے اکابر علماء یسوع کی ولادت کو ناجائز قرار دے کر انہیں از روئے تورات آسمانی بادشاہت میں داخل ہونے سے محروم ٹھہرا رہے تھے۔ بن باپ جائز ولادت کو یہودی ماننے کے لئے تیار نہ تھے اس مشکل کا حل کیا ہو؟

اناجیل پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یوحنا اور مرقس تو مسیح کی ولادت کی الجھن کے بارے میں سرے سے خاموش ہیں۔ لوقا نے صرف فرشتے کی بشارت کا ذکر کیا ہے مگر متی انجیل نویس کی دقت سب سے بڑھ کر تھی۔ اس نے براہ راست یہود کے اعتراض کو حل کرنے کی کوشش کی ہے اس نے "ایک کنواری حاملہ ہوگی اور بیٹا جنے گی" کی پیشگوئی کرید کر نکالی اور پھر الجھن کو یوں حل کیا کہ:-

"وہ روح القدس کی قدرت سے حاملہ پائی گئی" (متی ۱/۱۸)

فرشتے نے یوسف نجار کی تسلی کے لئے کہا کہ:-

"جو اس کے پیٹ میں ہے وہ روح القدس کی قدرت سے ہے" (متی ۱/۲۰)

متی کے نزدیک "روح القدس کی قدرت سے حمل" ہی یسوع مسیح کی الوہیت کی اساس ہے اور عیسائیوں نے اس پر آسانی سے ابنیت کے نظریہ کی عمارت کھڑی کر دی ہے۔ آج ہم اسی "روح القدس کی قدرت" کی اساس اور عیسائیت کے اسی نظریہ کا جائزہ لینا چاہتے ہیں۔

عیسائی عقائد کے رو سے تین ۳ اقنوم ہیں (۱) اقنوم اوّل باپ خدا۔ (۲) اقنوم دوم بیٹا خدا (۳) اقنوم سوم روح القدس خدا۔ عیسائی لوگ ہر سہ اقانیم کو ازلی ابدی مانتے ہیں اللہ تعالیٰ کی ہستی تو بلانزاع مسلّم ہے وہ الحی القیوم خدائے لایزال ہے ہمارا اختلاف اور نزاع یسوع اور روح القدس کی خدائی میں ہے اور یہ عجیب بات ہے۔ کہ انجیل ان دونوں کے معاملے کو ہی گڈمڈ کرتی ہے یسوع اگر ازل سے اقنوم ثانی اور ابن اللہ تھے تو پہلا تو یہی عقدہ لاینحل ہے کہ اسے رحمِ مریمؑ میں جانے کی کیا ضرورت تھی؟ کیا دنیا کا کوئی پادری بتا سکتا ہے کہ ازلی ابدی اقنوم ثانی بیٹا خدا کو حضرت مریمؑ کے رحم میں داخل ہونے کی ضرورت کیا تھی؟ اس کے بغیر اس میں کیا کمی تھی؟ ہمارا اپنا خیال ہے

کہ پادری صاحبان اس عقدہ کو کبھی حل نہیں کر سکتے۔ کیا کوئی پادری صاحب میدان میں اُتریںگے؟

پھر دوسرا سوال یہ ہے کہ اگر بفرضِ محال کسی خاص ضرورت کی وجہ سے یسوع کو رحمِ مادر کے ذریعہ سے ہی دنیا میں ظاہر ہونا تھا تو پھر یہ بات دریافت طلب ہے کہ اس کے لئے طبعی طریق کیوں نہ اختیار کیا گیا یہ غیر طبعی طریق جو غیر معمولی اذیت کا موجب تھا اسے کیوں اختیار کیا گیا؟ صاف بات تھی کہ باپ کے ذریعہ سے رحمِ مادر میں منتقل ہو کر بھی آپ اپنے مشن کو پورا کر سکتے تھے کیونکہ انجیل کے مطابق نوماہ تک وہ رحمِ مادر میں تمام مراحل طے کرتے رہے تھے پس اگر رحمِ مادر کا نوماہ کا کورس ضرور پورا کرنا تھا تو اسے طبعی طریق سے پورا کیا جاتا۔ باقی رہا آدمزادوں کی گنہگاری کا خطرہ تو وہ تو آدم کے فرزند اور حوّا کی بیٹیوں سے یکساں تھا کیونکہ عیسائی عقیدہ کے رُو سے لڑکے اور لڑکیاں سب نسلی گنہگار تھے۔ یوسف نجار بھی گنہگار تھا اور مریم بھی گناہ گار تھی۔ پس کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ اگر بیٹا خدا کے لئے رحمِ مریم کی مشقت برداشت کرنا لازمی تھی تو اُسکے لئے غیر طبعی طریق کیوں اختیار کیا گیا۔

تیسرا اور کبھی حل نہ ہوسکنے والا سوال وہ ہے جو متی کے الفاظ (۱) "وہ روح القدس کی قدرت سے حاملہ پائی گئی"۔ (۲) "جو اس کے پیٹ میں ہے وہ روح القدس کی قدرت سے ہے" سے خودبخود اُبھر رہا ہے۔ جب اقنومِ ثانی ابن مستقل خدا ہے تو اس کے رحمِ مریم میں جانے کے لئے "روح القدس کی قدرت" کا کیا دخل ہے؟ کیوں اقنوم ثانی خودبخود رحمِ مریم میں داخل نہیں ہوگیا؟ پھر یہ بھی سوچنے والی بات ہے کہ اقنوم باپ کی قدرت سے یہ حمل قرار نہیں دیا گیا۔ روح القدس کی قدرت کا نتیجہ قرار دیا گیا ہے آخر کیوں؟ اگر یہ غیر طبعی طریق ضرور اختیار کرنا تھا تو عقلاً یہ وظیفہ اقنوم باپ کو ادا کرنا چاہیئے تھا روح القدس کا دخل تو بظاہر مداخلتِ بیجا کی حیثیت رکھتا ہے۔ آخر روح القدس کو اقنوم بیٹا پر یہ تصرف کرنے کا کیا حق تھا کہ وہ اسے رحمِ مریم میں جانے پر مجبور کرتا؟ اگر کہو کہ جبر کوئی نہ تھا بلکہ اقنوم بیٹا خود اپنی مرضی سے اس کے لئے تیار ہوگیا تھا تو پھر یہ سوال عود کر آئیگا کہ کیا اقنوم بیٹا خود یہ کام نہ کر سکتا تھا؟ ظاہر ہے کہ اس موقعہ پر اقنوم بیٹا کسی وجہ سے عاجز تھا تو اس مرحلہ پر اقنوم باپ کی قدرت آڑے آنی چاہیئے تھی۔ "روح القدس کی قدرت" کا کیا تعلق تھا؟ بہرحال یہ نہایت الجھا ہوا گورکھ دھندا ہے۔

مزید برآں یہ امر بھی غور کے قابل ہے کہ عیسائیوں نے اقنومِ ثانی کو کنواری کے پیٹ میں نوماہ رہنے کے باعث اور روح القدس کو اس کی "قدرت" کے باعث الوہیّت کے عرش پر بٹھا دیا ہے مگر بیچاری بیگناہ مریم کو اس تختِ الوہیّت سے محروم گردان رہے ہیں؟ یہ اندھی تقسیم کیوں ہے حالانکہ اس سارے معاملہ میں کنواری مریم کا کردار سب سے مشکل اور اہم ہے۔ سچ یہ ہے کہ اگر یسوع مسیح کا بن باپ پیدا ہوجانا اس کے اللہ اور ابن اللہ ہونے کی دلیل ہے تو مریم کا کارنامہ اسے الوہیت سے بھی بالا مقام پر پہنچاتا ہے کیا عیسائی صاحبان ٹھنڈے دل سے ان اشارات پر تدبّر فرمائیں گے؟

حقیقت یہ ہے کہ یسوع کی الوہیّت کی کوئی دلیل

(باقی بر صفحہ ۳۵ کالم ۲)

"المنبر" کے متعلق ایک ورق

(ہم نے ستمبر ۱۹۶۴ء کے الفرقان میں یہ صفحہ لکھا تھا ——— ایڈیٹر)

حکومتِ پاکستان کی فوری توجہ کیلئے کالعدم جماعتِ اسلامی کے سابق رکن مولوی عبدالرحیم صاحب اشرف ایڈیٹر المنبر لائلپور کی طرف سے ایک ٹریکٹ بعنوان "مرزا غلام احمد کے پمفلٹ ایک غلطی کا ازالہ کی صنیلی" ملک کے طول و عرض میں بکثرت شائع کیا جا رہا ہے یہ ٹریکٹ صریح غلط بیانیوں کا مجموعہ ہے اس میں انتہائی اشتعال انگیز زبان استعمال ہوئی ہے اگر کسی دینی عقیدہ یا مسئلہ پر ازروئے دلائل بحث کی جائے تو جماعت احمدیہ دلائل کے رو سے جواب دے سکتی ہے مگر محض غلط بیانی، گالی گلوچ اور اشتعال انگیزی کا ہم کیا جواب دے سکتے ہیں۔ فَاِلَی اللّٰہِ الْمُشْتَکٰی۔ اس ٹریکٹ میں پاکستان کی سالمیت کو تباہ کرنیکی خطرناک ترین سکیم کی بنیاد رکھی گئی ہے جناب اشرف صاحب جماعتِ احمدیہ کو مخاطب کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:۔

(الف) "آپ کو محسوس ہونا چاہیئے کہ آپ ایک ایسے ملک کے باشندے ہیں جس کے اصل مالکوں، ملتِ اسلامیہ کے نو کروڑ مسلمانوں کے عقائد آپ سے یکسر مختلف ہیں۔"

(ب) ہم دیانۃً "قادیانیوں کی جان و مال کی حفاظت کو ضروری سمجھتے ہیں۔ اس لئے کہ ہم بحیثیت قوم ان سے اس حفاظت کا عہد کر چکے ہیں۔" (ٹریکٹ مذکور ص ۲۴)

پاکستان خدا تعالیٰ کے فضل سے تمام پاکستانیوں کی مشترکہ جدوجہد کے نتیجہ میں قائم ہوا ہے قائد اعظم مرحوم نے قوم کو ایک ایسے متحدہ پلیٹ فارم پر اکٹھا کر کے یہ کامیاب جنگ لڑی تھی جہاں پر شیعہ، سُنّی، دیوبندی، بریلوی، احمدی، غیر احمدی کی کوئی تمیز نہ تھی سب کلمہ گو اس پر برابر کے شریک تھے۔ پاکستان بننے پر قائد اعظم نے سب پاکستانیوں کو اس کا اصل مالک قرار دیا۔ اور بلا امتیاز مذہب و قوم تمام پاکستانی باشندوں کو بلحاظ حقوق یکساں ٹھہرایا۔ ہمارے ملک میں کوئی شخص دوسرے درجہ کا شہری نہیں۔ پھر اوّل تو جماعت احمدیہ کے عقائد عین اسلامی عقائد ہیں تعبیر اور تفسیر کا اختلاف تو سب فرقوں میں ہے بلکہ احمدیوں کی نسبت ان کا باہمی اختلاف شدید تر ہے۔ دوم جماعت احمدیہ نے پاکستان کی جنگ میں پورا پورا حصہ لیا ہے خود جناب قائد اعظم نے اس امر کو برملا تسلیم فرمایا تھا پس ہم ایک لمحہ کیلئے بھی یہ تسلیم کرنے کیلئے تیار نہیں کہ ہم اس ملک کے اصل مالک نہیں یا ہم اس ملک میں دوسرے درجہ کے شہری ہیں یا ہماری جان و مال کی حفاظت کی ذمہ داری کسی اشرف یا غیر اشرف پر ہے ہم پاکستان کے برابر کے مالک ہیں اور اللہ تعالیٰ کے بعد سب مشترکہ طور پر آئین کے مطابق جانوں اور مالوں کے محافظ ہیں عبدالرحیم صاحب اشرف تو قیامِ پاکستان کے وقت اس اسلامی جماعت کے سرگرم رکن تھے جو پاکستان کے قیام کی سخت مخالف تھی۔ اور حقیقت یہ ہے کہ ان لوگوں نے پاکستان میں آجانے کے باوجود قائد اعظم مرحوم کی لائنوں پر بننے والے پاکستان کو آج تک تسلیم نہیں کیا۔ بلکہ اس کی تخریب کے درپے ہیں۔ اشرف صاحب کے مندرجہ بالا الفاظ اسی تخریبی کارروائی کا ایک نمایاں حصہ ہیں۔ آج وہ یہ بات احمدیوں کے بارے میں کہہ رہے ہیں کل کو شیعہ صاحبان کے متعلق کہیں گے، پرسوں بریلوی حضرات کے بارے میں یہی اعلان کرینگے ہم سمجھتے ہیں کہ مذہبی اختلاف کی بناء پر کسی گروہ کو پاکستان کے "اصل مالکوں" کے زمرہ میں سے نکالنے کا کسی کو حق نہیں ہے اس قسم کی تحریک جاری کرنیوالا پاکستان کے استحکام کا دشمن ہے۔ حکومتِ پاکستان کا فرض ہے کہ اس قسم کی تخریبی کارروائی کا [illegible] وما علینا الا البلاغ المبین۔ (الفرقان ستمبر ۱۹۶۴ء)

حالات کا دوسرا ورق

حکومت مغربی پاکستان کب توجّہ کرے گی؟

ہمیں علم نہیں کہ حکومت پاکستان نے ہمارے نوٹ "حکومت پاکستان کی فوری توجہ کے لئے" (ستمبر ۱۹۶۴ء) پر کیا کارروائی کی ہے؟ مگر المنبر لائلپور (۳۰ر اکتوبر ۱۹۶۴ء) نے اپنے افتتاحیہ "قادیانی پریس کا واویلا" میں پشیمان ہونے کی بجائے مزید جارحانہ انداز اختیار کر لیا ہے۔ لکھتا ہے کہ:۔

"ہم قادیانیت کی تاریخ اور قادیانی لٹریچر کے عمیق مطالعہ سے اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ مرزا غلام احمد سے مرزا محمود تک، مولوی عبدالکریم سیالکوٹی سے ابوالعطاء اللہ دتا جالندھری تک، میر قاسم علی سے روشن دین تنویر تک اور خواجہ کمال دین سے دوست محمد ایڈیٹر "پیغام صلح" تک، تمام قادیانی مصنفین، ایڈیٹروں اور مقالہ نگاروں کی مشترکہ خصوصیت یہ ہے کہ یہ حضرات جب دلائل کے مقابلے سے عاجز آ جاتے ہیں تو اپنے مدمقابل کے خلاف اشتعال انگیزی، غلط بیانی اور گالم گلوچ پر اُتر آتے ہیں"

اس سراسر بہتان طرازی کے بعد مدیر المنبر کو یہ جرأت نہیں ہوئی۔ کہ ہمارے شائع کردہ مقالہ "حکومت پاکستان کی فوری توجہ کے لئے" کی تغلیط کر سکے۔ وہ اس سلسلہ میں صرف الفاظ ذیل ہی لکھ سکا ہے کہ:۔

"الفرقان آگے بڑھا تو اس نے لکھا کہ المنبر کا ایڈیٹر پاکستان کا دشمن نمبر ایک ہے لہٰذا اس کی گرفت ضروری ہے" (المنبر ۳۰ر اکتوبر ۶۴ء)

یقیناً ہم نے یہ لکھا ہے اور با دلیل اور با ثبوت لکھا ہے۔ اگر جرأت ہے تو حوالہ پیش کردہ کی تردید کر کے دکھائیں۔ بتائیے کہ جو شخص پاکستانیوں میں تفرقہ پیدا کر کے اپنے منہ سے اپنے آپ کو پاکستان کا اصل مالک کہتا ہے حالانکہ وہ قیام پاکستان کا ہی شدید مخالف تھا) اور دوسرے پاکستانیوں کی جان و مال کو اپنے رحم و کرم پر قرار دیتا ہے۔ کیا وہ پاکستان کا دشمن نمبر ایک ہے یا نہیں؟

عالیجناب محترم صدر مملکت نے گجرات میں تقریر کرتے ہوئے غیر مبہم الفاظ میں فرما دیا ہے کہ:۔

"جہاں تک پاکستان کا تعلق ہے۔ یہ کسی ایک فرقے کے لئے وجود میں نہیں آیا۔ اس میں سب فرقوں کا برابر کا حصّہ ہے" (روزنامہ مشرق لاہور ۱۹ر اکتوبر ۶۴ء)

ہم سمجھتے ہیں کہ محترم صدر مملکت کی اس صراحت کے بعد حکومت مغربی پاکستان کا اوّلین فرض ہے۔ کہ وہ مدیر المنبر کی ذہنیت کی اصلاح کرے اور اس کے زہریلے ٹریکٹ پر گرفت کرے۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْن؞

خدائے پاک کے ان رازدانوں کی ضرورت ہے

ذیل کی پُرسوز نظم جناب ثاقبؔ صاحب زیروی نے جلسہ سیالکوٹ ۱۱؍اکتوبر میں نہایت خوش الحانی سے پڑھی! در محویت کا عالم پیدا کر دیا۔ (ایڈیٹر)

محبّت اور عقیدت کے ترانوں کی ضرورت ہے
سراپا درد ہوں جو ان فسانوں کی ضرورت ہے

ہو جن کے ہر حرف میں انگبیں سے بڑھ کے شیرینی
ہمیں ان صاف گو شیریں بیانوں کی ضرورت ہے

خدا کے نام پر جو جان دینا آبرو جانیں
خدا کے دین کو ایسے جوانوں کی ضرورت ہے

جو سینچیں خونِ دل سے گلستانِ احمدیت کو
ہمیں اس وقت ایسے باغبانوں کی ضرورت ہے

تمدن کے علاوہ زُہد و تقویٰ میں بھی افضل ہوں
امارت کے ہمیں صرف ان گھرانوں کی ضرورت ہے

جوانوں کے عزائم میں عمل کی بجلیاں بھر دیں
ہمیں ان حشر پرور داستانوں کی ضرورت ہے

حمیّت جن کا مسلک ہو مُروّت جن کا شیوہ ہو
امامِ وقت کو اُن نوجوانوں کی ضرورت ہے

دُعائیں جن کی ہوں ارض و سما کی قوتیں ثاقبؔ
خدائے پاک کے ان رازدانوں کی ضرورت ہے

دوسری صدی کے عیسائیوں کا فلسفۂ مذہب

مصر کے آثار سے ایک نئی انجیل کا انکشاف

(از قلم جناب شیخ عبد القادر صاحب - لاہور)

میں نے رسالہ ٹائم (TIME) میں پڑھا تھا کہ انجیل فلپ امریکہ میں شائع ہو گئی ہے۔ لاہور کے بعض اداروں نے آرڈر بھی بک کیا۔ لیکن وہ منگوانے میں کامیاب نہیں ہوئے۔ اس پر میں نے مکرم جناب چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کو ہیگ میں لکھا اور عرض کیا کہ یہ کتاب اگر بھجوا سکیں تو کسرِ صلیب کے کام میں مفید رہے گی۔ میں مکرم چوہدری صاحب کا نہایت ممنون ہوں کہ آپ نے اسی وقت امریکہ میں آرڈر بک کرایا۔ کتاب ایک ماہ کے بعد مجھے مل گئی۔ جس پر مضمون پیش خدمت ہے۔

اس تمہید کی محض غرض یہ ہے کہ احباب مکرم چوہدری صاحب کے لئے دعا کریں۔ کیونکہ آپ خدمتِ دین کا کوئی موقع ضائع نہیں کرتے۔ بلکہ ہمہ وقت تیار اور مستعد رہتے ہیں۔ (عبد القادر)

آج سے انیس سو سال قبل دوسری صدی کے عیسائیوں کی ایک لائبریری مصر کے آثار قدیمہ سے برآمد ہوئی اس میں ۴۹ صحیفے ہیں۔ اہم ترین نوشتے انجیل توما اور انجیل فلپ کے نام سے ملے ہیں انجیل توما حضرت مسیح علیہ السلام کے ۱۱۴ اقوال پر مشتمل ہے۔ انجیل فلپ میں شاگردانِ حواریانِ مسیح یعنی تابعین کا فلسفہ مذہب پیش کیا گیا ہے۔ انجیل توما پر تبصرہ "ایک نئی انجیل کے انکشاف" کے نام سے اصلاح و ارشاد کی طرف سے شائع ہو چکا ہے۔ انجیل فلپ حال ہی میں امریکہ میں شائع ہوئی ہے۔ سب سے بڑا انکشاف انجیل فلپ میں یہ کیا گیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے صلیب پر جان نہیں دی۔ انہوں نے موت کا پیالہ پیا ضرور۔ لیکن وہ فوت نہیں ہوئے بلکہ بچا لئے گئے۔ کسرِ صلیب کا یہ ایک عظیم الشان ثبوت ہے جس کا انکشاف مصر کے آثار سے ہوا ہے۔

اب عام طور پر یہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ قرونِ اولیٰ کا عیسائیوں کا باطنی فرقہ ان ابتدائی نصاریٰ کی تعلیمات کا خوشہ چین تھا۔ جو کہ "یہودی مسیحی" کہلاتے تھے[1] اور پولوس کی تعلیم کے خلاف تھے۔ انجیل فلپ بھی کسی ایسے مکتب فکر سے تعلق رکھتی ہے جو کہ یہودی

۱؎ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو انجیل فلپ از آر۔ ایم۔ ولسن ص ۶۸۔

مسیحی اور باطنی فرقہ کے ملاپ کی درمیانی کڑی ہے جس میں یہودی مسیحی تعلیمات باطنی فرقہ کا رنگ پکڑاتی نظر آتی ہیں۔ اس انجیل میں دو تین جگہ لکھا ہے کہ ہم یہودی مسیحی ہیں یہی وجہ ہے کہ یہ انجیل پولوس کے مخصوص عقائد سے مبرّا اور پاک ہے۔

اس انجیل کے مضامین کے پیش نظر اب بجا طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ پولوس کا پیش کردہ فلسفہ پہلی اور دو صدیوں میں قبولِ عام کا درجہ حاصل نہیں کر سکا۔ دوسری صدی کے آخر میں بشپ "ارینی لیس" وہ پہلا عیسائی عالم ہے جس نے پولوس کے علم کلام کو عیسائی دنیا میں پھیلایا۔

اس انجیل کے مترجم آر۔ ایم۔ ولسن "انجیل فلپ کے فلسفۂ مذہب" کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں:۔

"اس انجیل میں کفارہ کے نظریہ کا کوئی ذکر نہیں۔ اور نہ ہی صلیب کے متعلق کوئی ایسا حوالہ ہے کہ نجات صلیبی موت پر مبنی ہے ...... دوسری صدی کے فلسفہ مذہب کی یہ انجیل آئینہ دار ہے اب دوسرے ذرائع سے بھی ہمیں معلوم ہو گیا ہے کہ پولوس کی تعلیمات حواریوں کے زمانہ کے بعد ماند پڑ گئیں۔ ان پر تاریکی کا پردہ پڑ گیا۔ یہ صرف ارینی لیس تھا جس کے ہاتھوں یہ تعلیمات اپنی خاکستر سے دوبارہ زندہ ہوئیں" ص۱۲

پھر لکھتے ہیں:۔

"انجیل فلپ کا مسیح اس لئے نہ آیا تھا کہ وہ اپنی جان کا فدیہ دے کر دنیا کا نجات دہندہ کہلائے۔ بلکہ نجات کا فلسفہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ مسیح ہر چیز کو اس کے فطری مقام پر رکھنے کا پیغام دیتے تھے (قول ۶۷) اور وہ یہ کہتے تھے کہ جب تک کوئی شخص روحانی طور پر پیدا نہ ہو اور اپنا روحانی باپ مسیح کو نہ بنائے وہ نجات نہیں پا سکتا (قول ۶۷، ۱۲) نجات عرفان سے ملتی ہے (قول ۱۱) نہ کہ صلیبی موت کی قربانی سے۔" (صفحہ ۱۴)

انجیل فلپ کے مضامین کا خلاصہ بطور "مشتے نمونہ از خروارے" قارئین کے پیش خدمت ہے:۔

حضرت مسیح علیہ السلام کا مقام

۱۔ جب مسیح مبعوث ہوا۔ جو کہ ایک کامل انسان تھا تو وہ آسمان سے روٹی لایا۔ تا کہ انسان اس غذا سے پرورش پائے جو کہ (حیوانی غذا نہیں۔ بلکہ) انسانی ہے۔ (قول ۱۵)

۲۔ یسوع مسیح ایک کامل انسان ہے۔ کیونکہ یہ (شخص) لوگاس (یعنی کلمہ) ہے۔ (قول ۱۱۶)

۳۔ ایک تو ابنِ آدم ہے اور ایک ابنِ آدم کا فرزند۔ یسوع ابنِ آدم ہے اور اس کا فرزند وہ شخص ہے جو کہ اس کے ذریعہ روحانی طور پر) معرضِ وجود میں آیا۔ ابنِ آدم نے خدا تعالیٰ

سے قوت حاصل کی "تا کہ وہ (روحانی اولاد) خلق کرے۔ وہ جس نے قوتِ تخلیق حاصل کی وہ خود ایک مخلوق ہے۔" (قول نمبر ۱۲۰، ۱۲۱)

۴۔ یسوع نے کہا "جو شخص میرا گوشت نہیں کھاتا اور میرا خون نہیں پیتا۔ اس میں زندگی کے آثار نہیں ملیں گے۔"

اس قول کا کیا مطلب ہے؟

اس کا جسم لوگاس (یعنی کلام) ہے اور اس کا خون روح القدس ہے۔ جو ان چیزوں کو پا لیتا ہے وہ غذا بھی رکھتا ہے۔ سامانِ شرب بھی۔ اور لباس بھی۔" (قول ۲۳)

۵۔ باپ خالق ہے بیٹے کا۔ بیٹے کو یہ طاقت نہیں کہ وہ کوئی بیٹا از خود خلق کر سکے۔ کیونکہ جو خود پیدا ہوا ہے اسے تخلیق (حقیقی) کی قدرت نہیں ہے ہاں بیٹا اپنے لئے بھائی حاصل کر سکتا ہے نہ کہ بیٹے۔ (قول ۲۹)

۶۔ باپ نے بیٹے کو ممسوح کیا۔ بیٹے نے شاگردوں کو مسح کیا۔ اور شاگردوں نے ہمیں ممسوح[1] بنایا وہ شخص جو کہ ممسوح ہے وہ ہر چیز کا مالک ہے وہ حیات بعد الموت کا وارث ہے۔ نور کا، صلیب کا، اور روح القدس کا مالک۔ یہ نعمت جو کہ اس نے حاصل کی باپ نے اسے حجلۂ عروسی میں عطا کی۔ (قول ۹۵)

---

[1] ظاہر ہے کہ یہ انجیل تابعین نے مرتب کی ہے یعنی حواریانِ مسیح کے شاگردوں نے۔

یسوع اور مسیح نام میں معنوی اسرار

"یسوع ایک مخفی نام ہے لیکن مسیح ایک ظاہری نام۔ یہی وجہ ہے کہ اسم یسوع کسی اور زبان میں نہیں ملتا۔ (دوسری زبانوں میں یسوع کو اسی نام سے پکاریں گے اس کے کسی ہم معنی لفظ سے نہیں) لیکن دوسری طرف سریانی میں جسے مسیح کہتے ہیں۔ یونانی میں اس کا ہم معنی لفظ کرائسٹ موجود ہے۔" (قول ۱۹)

"شاگرد جو کہ ہمارے سامنے تھے حضرت مسیح کو "یسوع ناصری مسیح" کے نام سے پکارتے تھے۔ ... مسیح کے دو معنی ہیں۔ مسح کرنا اور ماپنا یعنی پیمائش کرنا۔

عبرانی میں یسوع کے معنے نجات کے ہیں نذارا کے معنی سچائی کے۔ اندریں صورت ناصرین (نصرانی) پیکرِ صدق ہیں۔ کرائسٹ وہ جسے ماپا گیا۔ نصرانی اور یسوع وہ ہیں جن کی (روحانی قدروں کے مطابق) پیمائش کی گئی۔" (قول نمبر ۴۷)

رُوح القدس کا مقام

روح القدس ماں کی طرح انسان کی تربیت کرتی ہے۔ لکھا ہے:۔

"ایک دن حضرت مسیح کے ایک شاگرد نے اپنے آقا سے اس دنیا کے بارہ میں کوئی امر دریافت کیا یسوع نے جواب میں کہا۔

اپنی ماں (روح القدس) سے پوچھو تو وہ تجھے وہ چیزیں دے گی جو کہ دوسرے جہان کی ہیں۔" (قول ۱۰۷)

یسُوع کی دُعا

یسوع نے اس دن دُعائے شکر میں کہا۔ اے وہ

خدا جس نے کمال اور نور کو رُوح القدس کے ساتھ مدغم کر دیا۔ ہم جو محض تیری تصویریں ہیں۔ فرشتوں کو ہمارے ساتھ بھی ملا دے۔ (قول ۲۶)

تثلیث مقدس

"باپ اور بیٹا منفرد نام ہیں۔ لیکن رُوح القدس ایک مرکب نام ہے (کیونکہ اس کے لئے دو لفظ روح + قدوس آتے ہیں) ان ناموں کا جلوہ ہر جگہ ہے۔ اوپر بھی اور نیچے بھی۔ باطن میں بھی ظاہر میں بھی۔ روح القدس جو کہ الہام یا وحی میں (پنہاں) ہے وہ بلندی میں ہے باطن میں ہے۔ پستی میں ہے۔" (قول ۳۳)

تشریح:۔ بندہ کا تعلق جب خدا تعالیٰ سے ہو جاتا ہے تو وہ اس کا بیٹا بن جاتا ہے اس تعلق کے استوار ہونے پر روح القدس شعلہ بن کر انسان کے دل پر گرتا ہے۔ چونکہ رُوح القدس خالق اور مخلوق میں ذریعہ لقا ہے۔ اس لئے اس کا نام دو لفظوں سے بنا ہے یعنی دوہرا ہے

۱۔ خالق (باپ) ۲۔ مخلوق (بیٹا)

۳۔ روح القدس۔

یہ وہ مقدس تثلیث ہے جسے عقل کے اندھوں نے اقانیم ثلاثہ میں بدل دیا۔

فصل اور وصل

توریت میں لکھا ہے کہ آدم کی پسلی سے عورت پیدا ہوئی۔ جس نے بعد میں اسے گناہ پر مائل کر کے جنت عدن سے نکال دیا۔ ظاہر ہے کہ اگر آدم اکیلا رہتا۔ تو وہ گناہ نہ کرتا۔ گناہ کے نتیجہ میں موت دنیا میں آئی۔ اس حوالہ سے انجیل فلپ میں ایک لطیف مضمون پیدا کیا گیا لکھا ہے

"اگر عورت آدمی کے جسم سے الگ نہ ہوتی۔ تو وہ (گناہ میں پڑ کر) آدمی کے ساتھ نہ مرتی۔ گویا اس جدائی نے موت کا آغاز کیا۔ یسوع کے آنے کی غرض یہ ہے۔ کہ وہ اس ابتدائی فصل کو وصل سے بدل دے۔ اور دوبارہ مرد و زن کو متحد کر دے اور جو لوگ جدائی کی موت مر گئے ان کو زندگی کی نعمت سے بہرہ ور کر کے پھر سے سلک اتحاد میں پرو دے۔" (قول ۷۸)

اسی مضمون کو یوں بھی بیان کیا گیا:۔

"جب حوّا آدم کے وجود میں پنہاں تھی تو اس وقت موت نہ تھی لیکن جب حوّا آدم سے الگ ہوئی موت بھی آن موجود ہوئی۔ اگر وہ دوبارہ اپنی پہلی جگہ پر چلی جائے اور آدمی عورت کو اپنے وجود میں سمو لے تو موت کا خاتمہ ہو جائے گا۔" (۷۱)

مطلب یہ ہے کہ اگر مرد و زن دونوں ایک ہی رنگ میں رنگین ہو کر خدا کی بادشاہت میں ایک وجود بن جائیں تو روحانی موت اُٹھ جاتی ہے۔ اور انسان زندہ جاوید ہو جائے گا۔

ان حوالوں سے ظاہر ہے کہ نجات کے لئے کسی کفارہ کی ضرورت نہیں۔ بلکہ مرد و زن کو محبت الٰہی کے سلک میں متحد کرنے کا نام فلاح و نجات ہے۔

حضرت مریم کے متعلق ایک غلط فہمی

"کچھ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت مریم کو روح القدس سے حمل ہوا۔ یہ غلطی خوردہ لوگ ہیں وہ جو کچھ کہہ رہے ہیں اس کی حقیقت سے بے خبر ہیں۔ ایک عورت دوسری

عورت سے کس طرح بارور ہو سکتی ہے (روح القدس کے لئے عبرانی میں تانیث کا صیغہ آتا ہے)
مریم ایک کنواری ہے۔ جسے کسی طاقت نے ملوّث نہیں کیا...... اگر یہ بات درست ہوتی تو حضرت مسیحؑ یوں دعا نہ کرتے "میرا باپ جو کہ آسمان میں ہے" کیونکہ اندریں صورت ان کا باپ ایک نہیں بلکہ دو ہوتے"
(ایک خدائے باپ اور دوسرا روح القدس) (قول ۱۷)

حضرت مسیحؑ کی رفیقہ حیات مریم مگدلینی

انجیل فلپ میں ایک عجیب بات یہ لکھی ہے کہ مریم مگدلینی جو کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی ایک شاگرد تھیں۔ وہ دراصل آپ کی "رفیقۂ حیات" ہیں۔ لکھا ہے:۔

"حضرت مسیحؑ کی رفیقہ حیات مریم مگدلینی
ہیں۔ حضرت مسیح ان سے تمام شاگردوں
سے زیادہ محبت کرتے تھے" (قول ۵۵)

انیسویں صدی کے اواخر میں سکندریہ کے آثار سے ایک مکتوب ملا۔ جو کہ واقعہ صلیب کی چشم دید شہادت پر مشتمل ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ مریم نامی ایک خاتون سے (جو کہ لعزر کی بہن تھیں) آپ کا ارادہ شادی کرنے کا تھا۔ لیکن بعض موانع کی وجہ سے آپ ایسا نہ کر سکے لیکن انجیل فلپ سے معلوم ہوتا ہے کہ مگدلینی آپ کی رفیقہ حیات تھیں۔

واقعہ صلیب کی حقیقت

"جب مسیح نے کہا کہ "اے میرے خدا۔ اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا" تو اس نے صلیب پر (الٰہی) رحم کو پالیا۔ کیونکہ اس نے اس مقام کو جو خدا کے احکام کے مطابق روح القدس نے اس کے لئے فراہم کیا تھا اپنے سے جدا ہوتا ہوا محسوس کیا۔ جیسا وہ پہلے تھا۔ وہ اسی طرح ہو گیا۔ خدا تعالیٰ نے اُسے مُردوں میں سے اٹھا لیا۔ (یا اس پر صلیبی حالت پھر وارد نہیں ہوئی) بلکہ اس کا جسم (بالکل صحیح و سالم ہو کر) پورے کمال کو پہنچ گیا۔ یہ جسم (کوئی روحانی جسم نہیں تھا بلکہ) گوشت، پوست کا بدن تھا۔ حقیقی گوشت پوست"۔ (قول ۲۳)

مندرجہ بالا عبارت مسلسل نہیں ملی بلکہ بعض حصے اُڑے ہوئے ملے ہیں۔ علماء نے دوبارہ ساری عبارت کو بحال کیا ہے۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو انجیل فلپ ص ۱۳۵)

صلیبی موت سے انکار

انجیل فلپ میں لکھا ہے:۔

"وہ لوگ جو کہ مدعی ہیں اس امر کے کہ
یسوع فوت ہو گئے تھے اور پھر جی اُٹھے
غلطی خوردہ ہیں کیونکہ وہ پہلے جی اُٹھے
تھے اور پھر (طبعی موت سے) فوت
ہوئے" (قول ۲۱)

پھر لکھا ہے:۔

"(اسی طرح) وہ لوگ جو کہ یہ کہتے ہیں کہ
وہ پہلے مریں گے اور پھر زندہ ہو جائیں گے
غلطی پر ہیں۔ اگر وہ اپنی زندگی میں
(یسوع کی طرح قبر سے) نہیں اُٹھتے
جب وہ مریں گے وہ کچھ نہیں پائیں گے"
(قول ۹۰)

ان حوالوں سے ظاہر ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر فوت نہیں ہوئے تھے بلکہ وہ موت کے مشابہ حالت سے زندہ ہو گئے اور قبر میں سے نکل آئے۔ ان کا جسم صحیح وسالم ہو گیا۔ اور ان پر یہ حالت دوبارہ وارد نہیں ہوئی۔ یہاں تک کہ وہ طبعی موت سے وفات پا گئے

تین مریم نامی خواتین کی معیّت

انجیل فلپ میں ایک عجیب انکشاف بایں الفاظ کیا گیا ہے:۔

"زندگی کے تمام مراحل میں تین عورتیں یسوع کے ہمہ وقت ہمراہ رہیں۔ مریم اس کی والدہ۔ مریم مگدلینی اس کی رفیقۂ حیات، مریم اس کی خالہ۔" (قول ۳۲)

چرچ ہسٹری میں لکھا ہے کہ حضرت مریم والدۂ حضرت مسیح علیہ السلام یروشلم سے ہجرت کر کے ایشیا میں چلی گئیں۔

پہلی صدی کے ایک عیسائی کا لوحِ مزار ایشیائے کوچک سے ملا ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ:۔

"حضرت مسیح دنیا کے پہاڑوں اور میدانوں میں اپنی بھیڑیں چراتے ہیں اور مریم لوگوں کے سامنے آسمانی مائدہ پیش کرتی ہیں۔"

قرآن حکیم میں ہے۔ کہ "مریم اور ابنِ مریم کو مصیبت سے نجات دے کر ایک بلند شاداب اور چشموں والی جگہ پر پناہ دی گئی۔" یہ سب حوالے انجیل فلپ کی تائید میں ہیں۔

الٰہی جماعتوں کے خلاف تعصّب کا مظاہرہ

مخالفین کے دلوں میں عیسائیوں کے خلاف جو نفرت تھی اس کا مظاہرہ وہ یہاں تک کرتے کہ عیسائی کہلانا رب کو دشمن بنانے کے مترادف تھا۔ لکھا ہے:۔

"اگر تم کہو کہ "میں یہودی ہوں" تو کوئی درخورِ اعتنا نہیں سمجھے گا۔ اگر تم کہو کہ "میں رومی ہوں"۔ تو کوئی مضطرب نہ ہوگا۔ اگر تم کہو کہ "میں یونانی ہوں میں بربر ہوں غلام ہوں یا آزاد آدمی" کوئی شخص تکلیف محسوس نہیں کرے گا۔ لیکن اگر تم کہو کہ "میں عیسائی ہوں" تو ہر شخص غصہ سے کانپ اٹھے گا۔" (قول ۴۹)

آسمانی اور زمینی لوگوں میں نمایاں فرق

روح القدس سے پیدا ہونے والے اور زمینی لوگوں میں ایک نمایاں فرق ہوتا ہے۔ لکھا ہے۔

"شیشے کے برتن اور مٹی کے برتن یوں تو آگ میں تپا کر بنائے جاتے ہیں۔ لیکن اگر شیشے کے برتن ٹوٹ جائیں تو ان کو ڈھال کر دوبارہ بنایا جا سکتا ہے۔ کیونکہ ان کی بناوٹ میں پھونک (یعنی روح کی تاثیر) سے کام لیا جاتا ہے۔ لیکن مٹی کے برتنوں کا یہ حال نہیں اگر وہ ٹوٹ جائیں تو وہ اکارت گئے کیونکہ ان کے بننے میں روح کا حصہ نہیں۔" (قول ۵۱)

زندگی کا سارا سفر بیکار گیا۔

جو لوگ احکام خداوندی کے مطابق زندگی بسر نہیں کرتے ان کی حسب ذیل مثال دی گئی :۔

"ایک گدھی جو کہ آٹا پیسنے کی چکی چلاتی ہے کہنے کو تو سو میل چل لیتی ہے۔ لیکن جب اسے جوئے سے آزاد کیا جاتا ہے تو وہ دیکھتی ہے کہ وہ جہاں تھی وہیں کھڑی ہے۔ اسی طرح دنیا میں ایسے آدمی ہیں جنہوں نے بہت سفر کئے لیکن کہیں بھی وہ منزل مقصود کو نہ پا سکے۔ جب شام ان پر آتی۔ نہ تو کوئی شہر دیکھنے نہ گاؤں پاتے۔ نہ کوئی مخلوق نہ نیچر نہ قدرت اور نہ کوئی فرشتہ ان سے ملاقی ہوتا۔ ان کی ساری تگ و دو بیکار اور کوششیں اکارت جاتیں۔" (قول ۵۲)

دنیا و آخرت کی مثال

"وہ جو کہ سردیوں میں بوتے ہیں۔ گرمیوں میں کاٹتے ہیں۔ موسم سرما یہ دنیا ہے۔ گرما دوسری دنیا ہے آؤ ہم اس دنیا میں بوئیں۔ تاکہ دوسری دنیا یعنی موسم گرما میں فصل کاٹ سکیں۔" (قول ۷)

ہیرے کی مثال

"ہیرے کو اگر کیچڑ میں پھینک دیا جائے۔ یا اسے عطر سے دھویا جائے تو اس کی قیمت میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ کیونکہ اس کی قدر اس کے مالک کے نزدیک بہر صورت وہی ہے جس کا وہ مستحق ہے۔

یہی حال ابناء اللہ کا ہے وہ جہاں بھی اور جس حال میں بھی ہوں اپنے باپ کی نگاہ میں بہر کیف ایک قیمتی متاع ہیں۔" (قول ۴۸)

اندھے اور سوجاکھے کی مثال

"ایک اندھا اور آنکھوں والا جب وہ اندھیرے میں ہوں تو دونوں برابر ہیں۔ لیکن جب روشنی نمودار ہوتی ہے تب جس کی آنکھیں ہیں۔ وہ نور کو دیکھ لیگا۔ لیکن جو اندھا ہے وہ بدستور اندھیرے میں ٹومک ٹوئیاں مارے گا۔" (قول ۵۶)

پاکبازوں کیلئے محبت الٰہی کی تخصیص

"حجرۂ عروسی درندوں کے لئے نہیں بنایا جاتا نہ غلاموں کے لئے۔ نہ بدکار عورتوں کے لئے بلکہ وہ آزاد مردوں اور کنواریوں کے لئے مخصوص ہے۔" (قول ۴۳)

رُوحانی ولادت

"اس میں کوئی شک نہیں کہ ہماری پیدائش روح القدس کے ذریعہ ہوئی۔ لیکن ہم مسیح کے ذریعہ دوبارہ پیدا ہوئے۔" (قول ۲۷)

"ایک کامل انسان کو جب کوئی (مقدس شخص) بوسہ دیتا ہے تو اسے (روحانی) حمل ہو جاتا ہے۔ اور پھر پیدائش ہوتی ہے۔ اس حقیقت کو سامنے رکھ کر ہم ایک دوسرے کو (پاک) بوسہ دیتے ہیں۔ ہم اس فضل سے جو کہ ہمارے درمیان ہے بار آور ہوتے ہیں۔" (قول ۳۱)

مقدس انسان کا دائرۂ تقدیس

"مقدس انسان بہر طور مقدس ہے یہانتک کہ اس کا بدن بھی پاک ہوتا ہے۔ اگر وہ روٹی پکڑتا ہے تو وہ اسے بھی پاک بنا دیتا ہے یا پیالہ یا کوئی دوسری چیز جو کہ وہ حاصل کرتا ہے۔ اس کے مس سے

وہ پاکیزہ ہو جاتی ہے تو پھر وہ انسانی جسم کو کیوں پاک نہیں بنا سکتا۔" (ص۱۰۱)

سچائی

"سچائی جو کہ روز ازل سے برسرِ عمل ہے ہر جگہ بوئی گئی ہے۔ سچائی کا بیج بوتے ہوئے تو بہت سے لوگ دیکھتے ہیں۔ لیکن بہت کم ہیں جو کہ اس کی فصل کو کٹتے ہوئے دیکھتے ہیں۔" (ص۱۶)

عبرانی مسیحی

"جب ہم عبرانی تھے تو ہم یتیم تھے۔ لیکن ہماری ماں موجود تھی۔ جب ہم مسیحی ہو گئے تو ہمیں ماں اور باپ دونوں مل گئے۔" (قول ۶)

حقیقی بپتسمہ

"اگر کوئی شخص بپتسمہ لینے کے لئے پانی میں اُترتا ہے اور کوئی چیز حاصل کئے بغیر باہر نکل آتا ہے اور کہتا ہے کہ میں مسیحی ہوں۔ وہ صرف نام کا مسیحی ہے۔ لیکن اگر وہ روح القدس پالیتا ہے تو اس نے اس نام کا انعام بھی پالیا۔ جس شخص نے کوئی انعام حاصل کر لیا وہ اس سے محروم نہیں کیا جاتا۔" (قول ۵۹)

کامل انسان کی اُمّت

"آسمانی آدمی کے زمینی آدمی کی بہ نسبت بہت سے بیٹے ہیں۔ اگر موت کے باوجود آدم کے بہت سے بیٹے ہیں تو اس انسانِ کامل کے بیٹوں کا اندازہ کرو جو کہ مرتے نہیں بلکہ ہر وقت پیدا ہوتے رہتے ہیں۔" (قول ۲۸)

مندرجہ بالا حوالے حسب ذیل کتاب سے لئے گئے ہیں۔

The Gospel of Philip translated by R.M. Wilson 1962.

جماعت اسلامی اپنے اصولوں کے رُو سے گردن زدنی ہے

احراری ماہنامہ "تبصرہ" لاہور کا تازہ بیان

"جماعت اسلامی کے بزرگ بھی بڑے قیمتی بزرگ ہیں مارکیٹ کا بھاؤ دیکھ کر اپنی قیمت مقرر کرتے ہیں۔ اگر بازار میں ختم نبوّت کا بھاؤ تیز ہو تو ترازو لیکر علماء کے ساتھ منڈی میں آ بیٹھتے ہیں۔ اور خدانخواستہ کہیں گولی چلنے کا امکان ہو تو اندر سے کواڑ بند کر لیتے ہیں۔ اور سوال کرنے پر فرماتے ہیں کہ ہم تو علماء کو بیوقوف بنا رہے تھے ہم کوئی ان کے ساتھ تھوڑے ہی ہیں چاہے بعد میں شہداء کے خون کے چھینٹے ان کے دامن کو داغدار کر دیں۔ مگر وقت پر جان بچا لیتے ہیں۔ کیوں نہ ہو آخر وہ بھی تو قیمتی ہے نا۔ موجودہ انتخابات میں جماعت اسلامی نے اپنے فن کا خوب مظاہرہ کیا ہے۔ اور یہاں تک حدیث نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا مذاق انہوں نے اُڑایا ہے۔ اگر اسلام لاوارث نہ ہوتا۔ اور قرآنِ حکیم محض ایک کتاب نہ سمجھی جاتی۔ تو یہ جماعت اپنے اصولوں کی بناء پر گردن زدنی قرار دی جا سکتی۔" (تبصرہ لاہور نومبر ۱۹۶۲ء صہ ۴)

الفرقان:- معلوم ہؤا کہ علماء نے اسلامی جماعت سمیت ختم نبوّت کو ایک بکاؤ مال بنا رکھا ہے وہ اس کے لئے بازار میں ترازو لیکر بیٹھے ہوئے ہیں اور اس کا بھاؤ کم و بیش کرتے رہتے ہیں۔ خدا ان لوگوں پر رحم کرے۔ ہاں جماعت اسلامی "گردن زدنی" کے فتویٰ کو سنبھال کر رکھے۔ داشتہ آید بکار ؎

مجاہدِ اسلام محترم شیخ عمری عبیدی صاحب مرحوم کا ذکرِ خیر

عزیزم شیخ عمری عبیدی سلسلہ احمدیہ کے ایک درخشندہ گوہر تھے۔ ۱۹۵۴ء سے ۱۹۵۶ء تک وہ جامعۃ المبشرین ربوہ میں دینی تعلیم حاصل کرتے رہے۔ ان دنوں میں جامعۃ المبشرین ربوہ کا پرنسپل تھا۔ اور جامعۃ المبشرین علیحدہ ادارہ تھا۔ شیخ عمری عبیدی ایک نہایت دیندار، قابل، زیرک اور مخلص نوجوان تھے۔ بہت محنتی اور اساتذہ سے خاص سلوک رکھنے والے تھے۔ انہوں نے جامعۃ المبشرین میں بہت نیک اثر چھوڑا تھا۔ اللہ تعالےٰ ان کی مغفرت فرمائے ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کی بیوی اور بچوں کا حافظ و ناصر ہو اور جماعت افریقہ کے لئے صدہا عمری عبیدی پیدا فرمائے آمین۔

اس شمارہ میں مرحوم عمری عبیدی رحمہ اللہ کے متعلق اخویم جناب شیخ مبارک احمد صاحب سابق رئیس التبلیغ، عزیزم محترم جناب مولوی محمد منور صاحب انچارج مبلغ ٹانگانیکا (حال رخصتی ربوہ) اخویم جناب قاضی عبدالسلام صاحب بھٹی نیروبی اور عزیزم چوہدری افتخار احمد صاحب ایاز یوگنڈا افریقہ کے مضامین اور خطوط شاملِ اشاعت ہیں ——— ابوالعطاء جالندھری

عزیز مکرم شیخ عمری عبیدی صاحب مرحوم ومغفور کی وفات کا سانحہ المناک ہے ان کے احمدیت و اسلام سے اخلاص اور اسلام کی ترقی و بہتری کے لئے مساعی اور ملک و قوم کی بے لوث خدمت کا ریکارڈ ایسا شاندار ہے کہ ان کی جدائی کا ہر ایک کو بہت شدید احساس ہوا ہے۔ خاکسار کو شروع سے ان کے باقاعدہ مبلغ بننے تک ان کی دینی تربیت کا موقعہ ملا۔ انہوں نے بڑے بڑے قابلِ احترام سرکاری و قومی مناصب پر فائز ہونے کے بعد سے لے کر وفات کے آخری لمحات تک محبت و اخلاص کے ساتھ جو گہرا تعلق وفاداری کے ساتھ قائم رکھا اس کے باعث خاکسار کو اپنے اس عزیز کی جدائی کا طبعی غم ہے۔

ملکی اور قومی اخبارات نے مشرقی افریقہ میں ان کے اعلیٰ کردار اور خدمات کے متعلق بہت کچھ لکھا اور شائع کیا ہے۔ ان کے ساتھ لمبا عرصہ تک کام کرنے والوں نے ان کی وفات کو قومی اور جماعتی المیہ قرار دیا ہے میں اس مختصر نوٹ میں مشرقی افریقہ کے بعض احباب کے خطوط کا خلاصہ اور افریقن اخبارات کے بیانات کا ایک حصہ درج کرنا چاہتا ہوں۔ جن سے عزیز موصوف کی زندگی، اخلاق، کردار اور قومی و ملکی خدمات، جماعتی اور دینی مساعی پر خاص روشنی پڑتی ہے۔ درحقیقت اس جوانی کے عالم میں ان کی پرہیزگاری، دینداری، نیکی، قوم و ملک کے ساتھ اخلاص و فدائیت اور بے لوث خدمت کا جذبہ حضرت مسیح موعود

علیہ السلام کی پیروی و متابعت اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی
ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ وابستگی کا شاندار ثمرہ ہے اور
احمدیت سے تعلق کی برکت کا زندہ اور جاودانی ثبوت ہے"

(۱) مکرم بابو فضل کریم صاحب لون نے جو ٹانگانیکا
کے صدر مقام دارالسلام میں جماعت احمدیہ کے سالہا
سال سے پریذیڈنٹ ہیں۔ ۱۱ر اکتوبر کو دارالسلام سے
لکھا کہ مکرمی شیخ عمری عبیدی صاحب فوت ہو گئے ہیں
اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ جرمنی سے بذریعہ
ملٹری طیارہ انہیں دارالسلام پہنچانے کی تجویز ہے
آج کے اخبار Sunday News میں مکرم پریذیڈنٹ
صاحب جمہوریہ ٹانگانیکا و زنجبار نے جو اعلان ان
کی وفات پر کیا ہے وہ میں آپ کو بھجوا رہا ہوں۔ مرحوم
سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مخلصین میں سے تھے۔ حضرت
امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ سے والہانہ عقیدت
اور محبت رکھتے تھے جماعت کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر
حصہ لیتے تھے آپ (اس عاجز) کے حقیقی معنوں میں
شاگرد رشید تھے۔ اور جب روانگی سے پہلے میں اُنکے
گھر ملنے کیلئے گیا۔ تو میں نے جب کہا کہ آپ جرمنی روانہ ہو رہے
ہیں کیا میں حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ کی خدمت
میں دعا کے لئے لکھدوں تو چونکہ زبان سے بات نہیں
کر سکتے تھے۔ مجھے ایک کاغذ پر لکھدیا:۔

"To Hazrat and to Sheikh sahib - two cables"

میرے سامنے وہ کاغذ اب بھی پڑا ہے۔ مگر افسوس وہ خود
اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے۔

بُلانے والا ہے رب سے پیارا اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر"

(۲) مکرم لون صاحب نے پھر اٹھارہ اکتوبر ۱۹۶۴ء
کو تحریر کیا۔ مکرم شیخ عمری عبیدی صاحب مرحوم کو
جمعہ کے روز پانچ بجے بعد دوپہر چنگو بے احمدیہ قبرستان
کے قطعہ موصیان میں دفن کر دیا گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ
رَاجِعُوْنَ۔ مکرم عمری صاحب کے گھر سے جنازہ میونسپلٹی
کی موٹر میں اٹھایا گیا۔ رئیس صاحب جمہوریہ ٹانگانیکا
پرائم منسٹرز کینیا اور یوگنڈا اور سارے ٹانگانیکا
کے منسٹر عمری صاحب کے گھر چہرہ دیکھنے کے لئے آئے۔
اندر سے جماعت احمدیہ کے دوستوں نے جنازہ کو
دروازہ تک پہنچایا باہر صحن میں جنازہ کو کندھا دینے
والے صدر ٹانگانیکا۔ کینیا اور یوگنڈا کے پرائم
منسٹرز اور سارے وزراء ٹانگانیکا تھے۔ جو جنازہ
اٹھا کر باہر سڑک تک لائے۔ اور پھر ایک میل سے
لمبا جلوس موٹروں کا جنازہ کے پیچھے شہر سے ہوتا ہوا
قبرستان پہنچا۔ بفضل خدا جماعت احمدیہ کے دوست
مورو گورو۔ ٹانگا۔ ڈوڈومہ۔ ٹبورا۔ ریفیوجی سے
دارالسلام پہنچ گئے۔ جنازہ میں غیر احمدی افریقن اور
عرب۔ سیوالی بھی شامل تھے۔ آزادی ملنے کے بعد
اس قدر کثیر تعداد کا جلوس کبھی نہیں ہوا"

(۳) مکرم محترم قاضی عبدالسلام صاحب بھٹی سابق
پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ نیروبی نے (جو گذشتہ تیس
سال سے زائد عرصہ سے کینیا کالونی میں ایجوکیشنل
آفیسر کے طور پر کام کرتے رہے ہیں) تحریر فرمایا ہے کہ
" آپ کو جو صدمہ ہوا ہوگا وہ میرا خیال ہے ہم سب

بڑھ کر ہوگا۔ کیونکہ مرحوم عمری صاحب اپنے آپ کو آپ کا بیٹا کہا کرتے تھے۔ اور آپ کا سلوک بھی ان سے ایک شفیق باپ والا ہی تھا۔ افسوس صد افسوس کہ یہ سرسبز شاداب پودا جو اس ملک میں احمدیت کے باغ میں آپ کے ہاتھ سے لگا تھا اپنی پوری سرسبزی اور شادابی کے وقت میں یکدم اکھڑ گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ وَکُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ وَّیَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ۔"

(۴) مکرم ڈاکٹر محمود احمد صاحب ظفر ٹبورا سے تحریر فرماتے ہیں کہ "عمری صاحب جماعت اور ملک کے لئے ایک قیمتی وجود تھے۔ ان کی خدمات جماعت اور ملک کے لئے بے لوث اور مخلصانہ تھیں۔ جو کسی سے پوشیدہ نہیں دعا ہے۔ اللہ تعالےٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے۔ اور بلند درجات عطاء فرما دے۔

عمری صاحب کو آپ کے ساتھ خاص عقیدت اور محبت تھی اور آپ کا ذکر ہمیشہ بہت عزت اور محبت سے کیا کرتے تھے۔ ان کی تربیت میں آپ کی Coaching اور راہ نمائی اور دعاؤں کا بہت حصہ تھا۔ ان کو آپ کے ساتھ پدرانہ محبت تھی۔"

(۵) میری عزیز بیٹی جبیبہ بیگم جو ٹبورا میں پیدا ہوئیں۔ اور وہاں ہی ان کی شادی ہوئی۔ ۱۰راکتوبر کو لکھتی ہیں۔ "میں آپ کو یہ خط لکھ رہی ہوں اور ساتھ ہی رو بھی رہی ہوں اس لئے کہ رات کو میں نے یہ خبر سنی کہ عمری صاحب ۹رتاریخ کو جرمنی میں وفات پا گئے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ ابا جی! یقین نہیں آتا کہ عمری صاحب فوت ہو گئے ہیں۔ ان کا جنازہ جرمنی سے دارالسلام آرہا ہے۔ اور ہم یہ کوشش کر رہے ہیں کہ جنازہ میں شامل ہو جائیں۔ (چنانچہ خاکسار کی بیٹی اپنے خاوند عزیز شیخ رشید احمد کے ہمراہ ٹانگا سے دارالسلام ڈیڑھ دو سو میل کا فاصلہ طے کر کے پہنچے) اللہ تعالیٰ سے یہ دعا ہے کہ وہ عمری صاحب کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ اور ان کی بیوی اور بچوں کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔ میری طرف سے امی جان کو افسوس کر دیں۔ والسلام آپ کے غم میں شریک آپ کی بیٹی جبیبہ۔"

(۶) عزیز مکرم سید احمد صاحب ناصر پسر حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ عنہ نیروبی میں کئی سالوں سے ملازمت کے سلسلہ میں مقیم ہیں۔ ۱۳راکتوبر کے خط میں نیروبی کے لکھتے ہیں: "عمری صاحب کا تو سُن لیا ہوگا۔ بہت ہی افسوس ان کی وفات کا ہوا۔ بے نظیر انسان تھا۔ جماعت کے ساتھ ان کا ایسا گہرا تعلق تھا جسے بھلایا نہیں جا سکتا۔ عمری صاحب نے مسجد میں ملنا تو پتہ لگتا کہ کہیں باہر سے آئے تھے ایک گھنٹہ ایرپورٹ پر مل گیا تھا کہتے ہیں دو نفل ادا کرنے مسجد میں چلا آیا۔ ایسے مخلص انسان خدا کرے کہ اور بھی یہاں پیدا ہو جائیں تو افریقہ کا نقشہ ہی بدل جاتا۔"

(۷) مکرم چوہدری عنایت اللہ صاحب قائم مقام انچارج احمدیہ مشن ٹانگانیکا نے جو تبلیغی جدوجہد میں عزیز شیخ عمری صاحب مرحوم و مغفور کے ساتھ مل کر خاکسار کی معیت میں لمبا عرصہ کام کرتے رہے ہیں۔

اپنے خط مورخہ ۲۰ر اکتوبر میں لکھتے ہیں:۔ "اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ پیارے بھائی مکرم شیخ عمری صاحب کی وفات کی المناک خبر تو آپ کو مل چکی ہوگی۔ اس صدمہ سے آپ کو طبعاً بہت زیادہ دکھ ہوگا۔ ہم سب اس صدمہ میں آپ کے ساتھ شریک ہیں۔ مرحوم کی اہلیہ اور بچوں کے لئے دعاؤں کی سخت ضرورت ہے۔ خداوند کریم ہمیں ایسے سینکڑوں ہزاروں احمدیت کے جانثار پروانے عطا فرمائے۔ اور ہم سب کا خاتمہ بالخیر کرے۔ آمین۔"

ربوہ میں بھی متعدد احباب اور عزیز شیخ عمری عبیدی صاحب مرحوم و مغفور کے ساتھی جو جامعۃ المبشرین میں تعلیم حاصل کرتے تھے اور بالخصوص ان کے اساتذہ میں سے محترم مولینا ابو العطاء صاحب نے بہت گہرے افسوس کا اظہار کیا۔ بہرحال چند خطوط کے اقتباسات میں نے اس غرض سے درج کر دیئے ہیں کہ عزیز موصوف مرحوم و مغفور کے متعلق احباب کو ان کے اخلاص اور خادم جماعت و قوم اور ملک ہونے کا علم ہو کر دعا کی تحریک ہو جائے۔

اب چند اخبارات کے اقتباس عرض کرتا ہوں۔

(۱) "Sunday News" دار السلام کا مشہور ہفتہ وار اخبار ہے اس اخبار نے مورخہ ۱۱ر اکتوبر کے ایشو میں لکھا کہ "شیخ عمری عبیدی وزیر ثقافت و تعمیر نو کی وفات کا اعلان گذشتہ روز گورنمنٹ ہاؤس میں کیا گیا۔ شیخ عمری صاحب جو چالیس سال کی عمر کے تھے جمعہ کے روز جرمنی کے ایک ہسپتال میں وفات پا گئے۔

اس موقعہ پر مسٹر نیریرے سربراہ مملکت نے اپنے بیان میں گہرے رنج و افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ میں نہایت ہی گہرے رنج اور دلی تأسف اور افسردگی میں یہ اعلان کر رہا ہوں کہ شیخ عمری عبیدی صاحب گذشتہ رات مورخہ ۹ر اکتوبر جرمنی میں وفات پا گئے ہیں۔

ہم میں سے ان بہت سے لوگوں کے لئے جن کے ایک لمبے عرصہ سے ان کے ساتھ دوستانہ مراسم تھے ان کی وفات ایک ذاتی نقصان عظیم کی حیثیت رکھتی ہے۔ مزید براں ان کی وفات ہماری قوم کے لئے بھی ایک خطرناک نقصان ہے۔ شیخ عمری عبیدی کی خدمات کا جو ابتداء میں ٹانگانیکا افریقن نیشنل یونین کے لئے، اور دار السلام کے شہر کے لئے بحیثیت میئر آپ نے انجام دیں اور بعد ازاں حکومت کے لئے تھیں ہماری ترقی میں ان کا بہت بڑا دخل تھا۔ علاوہ ازیں شیخ عمری عبیدی نے ہماری قومی و ملکی زبان سواحیلی کی ترقی اور وسعت اور بہتری کے لئے جو عظیم الشان کام کیا ہے وہ اتنا قیمتی ہے۔ کہ ہماری تاریخ میں ہمیشہ ہمیش کے لئے ان کی یاد کو تازہ رکھے گا۔

ان کی عظیم قابلیت اور ان کی خدمات بلا پس و پیش اس ملک کے لوگوں کے لئے ہمیشہ وقف رہیں۔ ہم اپنے درمیان اس خلاء کو برداشت کرنے کی تاب نہیں رکھتے۔" سربراہ مملکت کے اس ابتدائی اعلان کے ساتھ اخبار مذکور نے یہ بھی شائع کیا ہے کہ مغربی جرمنی کے شہر Bonn (بان) میں حکومت ٹانگانیکا و زنجبار کے سفیر نے کہا ہے کہ وزیر موصوف دو ماہ ہوئے بان میں بغرض علاج آئے تھے اور یہ سمجھا جاتا تھا کہ ان کے اعصاب

نظام میں خرابی ہے۔ مسٹر عبیدی جب بان پہنچے تو بہت ہی کمزور تھے ان کے لئے بولنا اور کھانا پینا دشوار تھا۔ لمبے علاج معالجہ کے بعد اور ڈاکٹروں کی محنت اور جد و جہد سے بیماری کی تشخیص ہو گئی تھی۔ اور کچھ افاقہ بھی ہو گیا تھا لیکن وفات سے تین دن پہلے ان کی حالت دگرگوں ہو گئی اور بولنا ناممکن ہو گیا۔ اپنی بیماری اور تکلیف کا اظہار ڈاکٹروں سے لکھ کر کرتے۔"

آخر میں اخبار مذکور نے عزیز شیخ عمری صاحب مرحوم کی زندگی کے مختصر کوائف درج کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "شیخ کلو عمری عبیدی صاحب ۱۹۲۶ء میں ایجی میں پیدا ہوئے جو کگومہ کے ضلع میں ایک مشہور و معروف افریقن آبادی کا بڑا قصبہ ہے۔ ٹبورا کے گورنمنٹ سکول میں تعلیم حاصل کی۔ بعد ازاں وہ پوسٹل ٹریننگ سکول دارالسلام میں ۱۹۴۱ء میں داخل ہوئے (اور خاکسار راقم کی تحریک پر اس سکول کو محکمہ کی اجازت سے تبلیغی ٹریننگ کے لئے چھوڑ کر میرے پاس چلے آئے) اور پھر مشنری ٹریننگ اور دینی تعلیم و تربیت کے حصول میں مشغول رہے (اور تبلیغی جد و جہد کا فریضہ ادا کرتے رہے) ۱۹۵۰ء میں ٹانگانیکا افریقن ایسوسی ایشن کے پراونشل سیکرٹری تھے۔ یہ ایسوسی ایشن دراصل ابتدائی صورت تھی ٹانگانیکا افریقن نیشنل یونین کی۔ ربوہ کالج جامعۃ المبشرین مغربی پاکستان میں انہوں نے ۱۹۵۴ء سے ۱۹۵۶ء تک تعلیم حاصل کی اور الٰہیات۔ عربی۔ اردو زبان کی ڈگری حاصل کی۔ ۱۹۵۹ء میں وہ نیشنل اسمبلی کے لئے کگومہ کے حلقہ سے منتخب ہوئے۔ آپ دارالسلام کے سب سے پہلے افریقن میئر تھے۔ اس منصب پر دو سال تک بڑی کامیابی و کامرانی کے ساتھ فائز رہے۔ حتیٰ کہ مغربی صوبہ کے کمشنر مقرر کئے گئے۔ ۱۹۶۰ء-۱۹۶۱ء میں ٹانگانیکا افریقن نیشنل یونین کی طرف سے آل افریقن پیپلز کانفرنس ٹیونس اور پھر قاہرہ میں نمائندگی کی۔ دارالسلام کا میئر ہونے کی حیثیت سے امریکہ کا دورہ کیا (اور اس دورہ سے فارغ ہو کر برٹش گورنمنٹ کی دعوت پر انگلینڈ کا دورہ کیا) ۱۹۶۳ء میں آپ وزیر انصاف مقرر کئے گئے اور جب زنجبار اور ٹانگانیکا کا باہمی الحاق ہوا۔ تو آپ کے سپرد وزارت ثقافت اور تعمیر نو کا قلمدان کیا گیا۔ آپ کے پسماندگان میں پانچ بچے اور ایک بیوہ ہے۔"

(۲) روزنامہ ٹانگانیکا سٹینڈرڈ دارالسلام نے مورخہ ۱۶ راکتوبر کے ایشو میں عزیز مرحوم شیخ عمری عبیدی صاحب کی نعش کو ایک خاص طیارہ کے ذریعہ سے جرمنی سے لانے اور تدفین وغیرہ کے پروگرام کے متعلق حسب ذیل نوٹ شائع کیا:۔

"مرحوم شیخ عمری عبیدی وزیر قومی ثقافت و تعمیر نو جو گذشتہ جمعہ کو شام کو جرمنی میں وفات پا گئے تھے ان کی نعش ایک خاص طیارہ میں دارالسلام کل پہنچائی گئی۔ سینکڑوں لوگ اور حکومت کے سرکردہ اصحاب ہوائی اڈہ پر موجود تھے۔ ان میں حکومت ٹانگانیکا کے نائب صدر مسٹر رشیدی کواوا، جملہ وزراء کابینہ اور شیخ مرحوم کے اقرباء اور احباب۔ مغربی

جرمنی کے سفیر، دارالسلام شہر کے میئر، مذہبی راہنما اور شیوخ و علماء اور مختلف تنظیموں اور سوسائیٹیوں کے نمائندے اور دیگر سرکاری عہدیدار بھی ہوائی اڈہ پر موجود تھے۔

جونہی ہوائی جہاز پہنچا۔ شیخ عمری صاحب کی نعش جو ایک سیاہ رنگ کے ملبوس تابوت میں تھی اور جس پر ملکی جھنڈے کی علامات تھیں۔ کو جہاز سے اتار کر ان کے گھر پہنچایا گیا۔ نیروبی کے روزنامہ نیشن (Nation) نے اس موقعہ کا پانچ کالمہ فوٹو شائع کیا ہے، پھر تدفین کے پروگرام کی تفصیلات اخبار مذکور نے شائع کی ہیں۔ مورخہ ۱۷ اکتوبر کے روزنامہ "ٹانگانیکا سٹینڈرڈ" نے اس پروگرام کے مطابق جس طریق پر تدفین عمل میں آئی اس کی مکمل رپورٹ شائع کی ذیل میں اس کا ترجمہ پیش کر دیتا ہوں۔ اس رپورٹ کا عنوان "Nation Mourns Shiekh Abedi" دیکر لکھا ہے:۔

"پریذیڈنٹ نیریرے کی سرکردگی میں شیخ عمری عبیدی وزیر ثقافت و تعمیر نو جو گزشتہ جمعہ کے روز وفات پا گئے تھے۔ کے جنازہ میں پندرہ ہزار سے زائد لوگوں نے شرکت کی۔ تدفین کے موقع پر غم و حزن اور تعزیت کے جذبات پیش کرنے والوں میں کینیا کے وزیر اعظم مسٹر جومو کینیاٹا، یوگنڈا کے وزیر اعظم مسٹر ملٹن ابوٹے جمہوریہ ٹانگانیکا و زنجبار کے نائب صدر اول مسٹر عبید کرومے، نائب صدر دوم مسٹر رشیدی کوادا، حکومت کے وزراء، زنجبار انقلابی کونسل کے اراکین، سفراء، سرکاری عہدیدار اور متعدد احباب و رفقاء شامل تھے۔

تدفین پورے اعزاز کے ساتھ گزشتہ کل بعد دوپہر Temeke کے قبرستان میں عمل میں آئی۔۔۔۔ ٹانگانیکا کے بینڈ نے تعزیت کی دھنیں بجائیں حتیٰ کہ یہ قافلہ جب قبر تک پہنچ گیا تو تیرہ توپوں کی سلامی دی گئی۔ ہزارہا آدمی جو قبرستان کی ملحقہ سڑک پر قطار در قطار کھڑے تھے اب وہ قبرستان میں داخل ہوئے اس موقع پر شیخ عنایت اللہ صاحب (انچارج احمدیہ مسلم مشن ٹانگانیکا) نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ جب تابوت کو قبر میں اتارا جا رہا تھا تو تعزیت اور غم و اندوہ کی لے میں فوجی بگل بجائے گئے۔

ازاں بعد پریذیڈنٹ نیریرے نے سب سے پہلے پھول چڑھائے ان کے بعد مسٹر کرومے نائب صدر زنجبار، مسٹر جومو کینیاٹا وزیر اعظم کینیا۔ مسٹر ابوٹے وزیر اعظم یوگنڈا اور مسٹر رشیدی کوادا نائب صدر دوم نے پھول چڑھائے پھر مختلف ملکوں کے سفراء کی طرف سے ان کے Dean نے اور فیڈرل ریپبلک جرمنی کے سفیر۔ دارالسلام کے میئر اور زنجبار و ٹانگانیکا کے فوجوں کے بریگیڈیر اور وزارت ثقافت و تعمیر نو کے پارلیمنٹری سیکرٹری اور محترمہ بی بی ٹی ٹی محمد اور دوسرے متعدد معززین نے پھول چڑھائے۔"

خاکسار نے اس مضمون میں صرف دوستوں اور ملکی اخبارات کے بیان کردہ جذبات کو مختصراً قلمبند کیا ہے۔ مرحوم کی عظیم خدمات جو احمدیت اور اسلام اور قوم و ملک کے لئے انہوں نے انجام دیں اور انکی فدائیت و خلوص سے بھرپور دور کی تفصیل کے لئے الگ مضمون کی ضرورت ہے جو انشاء اللہ کسی دوسرے وقت لکھونگا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم و مغفور کو اپنے خاص فضل سے اعلیٰ علیین میں داخل کرے اور انکے درجات کو بہت بلند کرے اور

صداقتِ احمدیت کے زندہ نشان - محترم شیخ عمری عبیدی صاحب مرحوم

ہمارے نہایت ہی پیارے اور مشفق دوست محترم شیخ عمری عبیدی صاحب ۹ اکتوبر ۱۹۶۴ء کو مغربی جرمنی کے ایک ہسپتال میں انتقال فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ دو دن بعد خاکسار کو یہ اطلاع دفتر وکالتِ تبشیر کے ایک کارکن خاکسار کے مکان پر دینے آئے۔ خط دیکھتے ہی سناٹا سا چھا گیا۔ دنیا ایک لمحہ کے لئے تاریک ہو گئی۔ اور معاً دل سے یہ آرزو اُبھری کہ کاش اللہ تعالیٰ میری بقیہ عمر بھی برادرم عمری صاحب کو دے دیتا۔ کیونکہ ان کا وجود میرے نزدیک جماعت احمدیہ اور ٹانگانیکا کے لئے بہت ہی ضروری اور مفید تھا۔ میرا اب تک یہی خیال ہے اور دل اس مایۂ ناز فرزندِ احمدیت کی جدائی پر سوگوار۔

اس کے کچھ دن بعد میں نے اپنے دل کو ٹٹولنا شروع کیا کہ کیا برادرم عمری صاحب کے بارہ میں میری یہ خواہش اپنے اندر اللہ تعالیٰ کی پُرحکمت تقدیر پر ناراضی کا پہلو تو نہیں رکھتی۔ دل نے پھر زور سے آواز دی۔ کہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی مخفی اور باریک حکمتوں پر ناراضی اس خیال کا محرک نہیں ہوئی۔ بلکہ اس کے پیچھے اخوت و محبت کا وہ لافانی و لاثانی جذبہ ہے جو ایک سچے دین اور پاکیزہ جماعت سے وابستہ ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے موہبت کے رنگ میں دلوں کو ودیعت ہوتا ہے یہ وہ جذبہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے کسی برگزیدہ رسول کے تزکیۂ نفوس کے نتیجہ میں پیدا ہوتا ہے۔ اور جب پیدا ہو جاتا ہے تو مشرقی و مغربی۔ کالے اور گورے امیر اور غریب کا امتیاز اُٹھ جاتا ہے۔ دل کے اس جواب نے ایک بیخودی کی کیفیت پیدا کر دی اور میں نے اس عالمِ بیخودی میں جانے کتنے سجدے بارگاہِ الوہیت میں اس بے مثال نعمت کے حاصل ہونے پر کئے۔

مجھی پر کیا بس ہے جماعتِ احمدیہ کے جس فرد نے بھی محترم عمری صاحب کی وفات کی خبر پڑھی یا سُنی۔ یہی محسوس کیا کہ اس کا ایک پیارا بھائی اس سے جدا ہو گیا ہے۔ کئی بزرگوں اور بھائیوں نے خاکسار سے اظہارِ تعزیت کیا اور اس جماعتی صدمہ میں شریکِ غم ہونے کا یقین دلایا۔ ابھی چند روز ہوئے محترمہ صالحہ ایاز صاحبہ نے جو لمبا عرصہ ٹانگانیکا میں رہنے کے بعد پاکستان تشریف لائی ہیں۔ خاکسار کی اہلیہ صاحبہ کو بتایا کہ جب وہ اپنے کسی کام کے لئے سیدنا حضرت امیرالمؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ہاں گئیں تو حضرت سیدہ امۃ المتین صاحبہ نے فرمایا۔ کہ عمری صاحب کی وفات سے یوں معلوم ہوتا ہے جیسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان کا کوئی فرد انتقال کر گیا ہو۔

یہ بے ساختہ جملہ اسی لگاؤ اور شفقت کی غمازی کرتا ہے۔ جو ایک جماعت کے افراد کے دلوں میں اللہ تعالیٰ پیدا کر دیا کرتا ہے۔ اور جب تک اللہ تعالیٰ

کسی جماعت کو متحد رکھنا چاہتا ہے۔ یہ للّٰہی خلوص اس میں روز افزوں رہتا ہے میں نے جب یہ مسحور کن جملہ سُنا تو دل پر وجد سا طاری ہو گیا۔ اور اس میں شک ہی کیا ہے کہ تمام سچے احمدی سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اولاد ہی ہیں حضور علیہ السلام نے خود ان کو اپنے اَلْاَولاد میں شامل فرمایا ہے بلکہ اپنے مقدس و مطہر وجود کے اعضاء قرار دیا ہے یہ بالکل ویسا ہی ہے جیسا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کلّ تقیٍّ نقیٍّ فھو آلی۔ یعنی ہر متقی اور پاکیزہ وجود میری آل میں داخل ہے۔

برادرم محترم عمری عبیدی صاحب سے ہماری یہ محبت یک طرفہ نہیں تھی۔ بلکہ ان کو بھی جماعتِ احمدیہ کے مرکز، جماعت احمدیہ کے شعائر، جماعت احمدیہ کے بزرگوں، جماعت احمدیہ کے کارکنان، جماعت احمدیہ کے مبلّغین اور جماعت احمدیہ کے افراد سے بڑی نمایاں محبت تھی۔ اور جماعت احمدیہ کے مقدس بانی اور موجودہ امام سے ان کی محبت عاشقانہ و فدائیانہ رنگ رکھتی تھی۔ حکومت ٹانگانیکا میں وزیر انصاف کے عہدہ پر فائز ہونے کے بعد جب انہیں حکومت کی طرف سے مختلف ممالک میں نمائندہ یا وفود کے ممبر کے طور پر بھجوایا جاتا تھا تو اپنے مفوّضہ فرائض کی ادائیگی کے بعد وہاں کے احمدیوں سے ملنے کی ضرور کوشش کرتے اور احمدیہ مسجد میں نمازیں ادا کرتے۔ ایک مرتبہ جب انہیں امریکہ بھجوایا گیا تو بجائے عالی شان ہوٹل میں رہنے کے جہاں سرکاری طور پر ان کے قیام کا انتظام کیا گیا تھا۔ انہوں نے جماعت کے مبلغ برادرم مکرم چوہدری غلام یٰسین صاحب کے ساتھ ان کے مختصر سے کمرہ میں رہنا پسند کیا۔ اور اپنے فارغ اوقات عبادت اور دعاؤں میں بسر کئے۔

ہمارے محترم بھائی کی دلی خواہش تھی کہ احمدیت جلد سارے مشرقی افریقہ میں پھیل جائے۔ جماعت احمدیہ کے مبلّغ کی حیثیت سے انہوں نے اس کے لئے دن رات محنت کی۔ غیر معمولی رنگ میں جانی مالی اور اوقات کی قربانی کی۔ اپنی اولاد کے بارہ میں ان کی یہی کوشش تھی کہ وہ سب کے سب اسلام کے جاں نثار سپاہی اور احمدیت کے مخلص خادم بنیں۔ انہوں نے اپنے ڈرائیور کو ہدایت دی ہوئی تھی کہ بچے جب سکول سے آئیں تو کھانا کھانے اور کپڑے بدلنے کے بعد فوراً احمدیہ مسجد پہنچا دیئے جائیں جہاں ان کی دینی تعلیم کا خاص انتظام تھا۔ میں نے سولہ سال کا عرصہ مشرقی افریقہ میں گذارا ہے۔ اور میں اس امر کا عینی شاہد ہوں کہ ہمارے اس عزیز بھائی کو احمدیت سے بے حد شغف تھا اس کی سربلندی کے لئے وہ مقدور بھر سعی کرتے تھے اور اسی حقیقی اسلام کو وہ ملک و قوم اور اقارب و اولاد میں قائم کرنا اپنا فرضِ اولین سمجھتے تھے۔ ہندوستانی اور پاکستانی احمدیوں کو وہ اتنا ہی عزیز سمجھتے تھے جتنا افریقن احمدیوں کو۔

قارئینِ کرام برّاعظم افریقہ کے حالات سے خوب واقف ہوں گے۔ جہاں "سیاہ قومیت پرستی" ایک دیو کی طرح اپنا بھیانک سایہ پھیلا رہی ہے۔ افریقن عوام غیر ملکیوں سے ہر قسم کا بُرا سلوک کرنا حق و انصاف کا تقاضا سمجھتے ہیں انتقام کی آگ نے

(باقی دیکھئے صـ ۳۷ پر)

جرمنی میں تبلیغِ اسلام

احمدیہ مشن کے ذریعہ اشاعتِ دین کی شاندار مساعی

ذیل کا مقالہ عزیزم اخویم خواجہ مسعود احمد صاحب جہلمی مبلغ اسلام جرمنی نے کوئٹہ کے ایک اجتماع میں پڑھا تھا۔ اس کی افادیت کے پیش نظر اسے شکریہ سے درج ذیل کیا جاتا ہے ——— ایڈیٹر

سب سے پہلے میں اپنے آسمانی آقا خدائے رحیم و مہربان کا شکر بجا لاتا ہوں کہ جس نے مجھ جیسے کمزور اور گنہگار کو محض اپنے عظیم اور لامحدود فضل و کرم سے اسلام اور احمدیت کی خدمت کا موقع عطا فرما کر حضرت مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک مشن کی تین سال سے زائد عرصہ تک خدمت بجا لانے کی توفیق عطا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ کے اس عظیم احسان کا تصور کر کے میرا دل گداز ہو کر اللہ تعالیٰ کے آستانہ پر سجدہ ریز ہو جاتا ہے اور یہ احساس اور بھی شدید ہو جاتا ہے۔ جبکہ میں اپنے آپ کو بلحاظ اعمال بالکل تہی پاتا ہوں۔

اس عاجز کی پیدائش سے بھی پہلے میرے والد بزرگوار نے اللہ تعالیٰ سے یہ عہد کیا۔ کہ جو بچہ پیدا ہوگا۔ میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں اسے وقف کر دوں گا۔ تو اس طرح اللہ تعالیٰ کی صفتِ رحمانیت کے تحت یہ سعادت خلعت وجود عطا ہونے کے ساتھ ہی بطور انعام حصہ میں آئی۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔

اس کے بعد فرانکفورٹ میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی کا مختصر خاکہ پیش کرتے ہوئے میں سمجھتا ہوں کہ جرمنی بلکہ یورپ میں اشاعتِ اسلام کا ایک مجموعی جائزہ لینا مناسب ہوگا۔ تاریخ کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یورپ میں عیسائیت کی داغ بیل، ظہور اسلام سے قبل پڑ چکی تھی۔ اور پھر وسطی یورپ اور شمال کی طرف ظہور اسلام کے بعد بھی عیسائیت کی اشاعت جاری رہی۔ یہانتک کہ سارا یورپ عیسائیت کی آغوش میں آگیا۔ عوام پر بھی اور حکومت پر بھی عیسائیت کی گرفت مضبوط ہوگئی۔ چنانچہ جب اسلام کا سورج طلوع ہوا۔ اور اسلامی حکومت کی حدود میں وسعت پیدا ہونی شروع ہوئی۔ تو تمام عیسائی دنیا نے اسلام کو اپنے لئے خطرہ کا الارم سمجھتے ہوئے مخالفت کا ہر حربہ استعمال کرنا شروع کر دیا۔ عیسائیت نے یہ سمجھ لیا کہ اب اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو عیسائیت کا مدِ مقابل کہلا سکتا ہے۔ عیسائیت کو ہندو مذہب سے

خطرہ نہیں تھا۔ بدھ مذہب سے خطرہ نہیں تھا اگر خطرہ تھا تو صرف اسلام سے۔ چنانچہ عیسائی حکمرانوں نے بھی، عیسائیت کے مذہبی پیشواؤں نے بھی منظم طریقہ سے اسلام کی مخالفت شروع کر دی اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یورپ کے عوام میں اسلام کے خلاف حقارت اور نفرت کے جذبات پیدا ہو گئے۔ اسلام کو مذہب کی بجائے ایسی تحریک کی صورت میں پیش کیا گیا جو بعض ملکی حالات کی پیداوار تھی اور جس کا مقصد وحید لوگوں کو بزور شمشیر اس میں شامل کرنا تھا۔ ایک لمبے عرصہ تک کتب و رسائل، اخبارات اور فلمی تصاویر وغیرہ کے ذریعہ انہی خیالات کی ترویج جاری رہی۔ جس سے اسلام اور بانی اسلام حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے بارے میں عوام میں نہایت نفرت اور حقارت کے جذبات پیدا ہو گئے۔ اس میں شک نہیں کہ قرونِ وسطیٰ کے بعض یورپین مستشرقین اور خصوصاً جرمن مستشرقین نے اپنی صحیح تحقیق کے بعد اسلام کے بارے میں قابلِ قدر خیالات کا اظہار بھی کیا ہے۔ لیکن ایسے مستشرقین کا ایک تو دائرہ عمل بے حد محدود اور پھر ان کا اثر نہ ہونے کے برابر تھا۔ اس کے برعکس اسلام اور بانیٔ اسلام آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات بابرکات کے خلاف الزامات اور اتہامات پر مشتمل کتب و رسائل کو اس کثرت سے شائع کیا گیا کہ اگر ان سب کو ایک جگہ جمع کیا جائے تو ایک ناقابلِ تسخیر پہاڑ بن سکتا ہے۔

اس امر واقع سے قطع نظر تاریخ کے اوراق پر مرقوم اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا۔ کہ اسلام کا آفتاب اپنے پورے جلال کے ساتھ منو عالم پر ضوفشاں ہونے کے بعد مسلمانوں کی عملی کمزوریوں کے باعث شکوک و شبہات کی دبیز تہوں کے نیچے چھپ گیا۔ اسلامی حکومتیں اپنی پرانی شان و شوکت کو قائم نہ رکھ سکیں۔ اور ایک ایک کر کے یورپ کی دست نگر ہونا شروع ہوئیں۔ یہانتک کہ اٹھارھویں اور انیسویں صدی عیسوی میں یورپ کا تسلّط دنیا کے اکثر ممالک پر چھا گیا۔ اور یورپ کی اقوام کے اس سیاسی اور حکومتی تسلّط اور غلبہ کے ساتھ ساتھ یورپ کے مذہب یعنی عیسائیت کو بھی پنپنے کا موقعہ ملا۔ اور اس دور میں اسلام باوجود تمام صداقتوں کا سرچشمہ اور ہر قسم کے انوار کا منبع ہونے کے بے کس و بے مددگار پڑا رہا۔ گردشِ زمانہ سے بچے کھچے اسلامی فرمانروا اسلام کی ناموس کو بچانے کی بجائے اپنے اقتدار کی حفاظت کرنے اور بحال رکھنے کے غم میں مرے جا رہے تھے۔

یورپ کی اس ظاہری شان و شوکت اور ترقی کے مقابلہ پر اہل اسلام کی ظاہری بیکسی اور بے بسی کو دیکھتے ہوئے کسی کے دل میں اہل یورپ کو دعوتِ اسلام دینے کا خیال بھی پیدا نہیں ہوتا تھا لیکن ظاہری حالات کی مخالفت اور مادی ذرائع کے فقدان کے باعث خدا تعالےٰ کے قائم کردہ اولوالعزم خلیفہ، حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ الودود نے حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی

زبانِ مبارک سے بیان فرمودہ خدائی وعدوں پر کامل بھروسہ رکھتے ہوئے الٰہی اشاروں کے مطابق تمام دنیا میں اشاعت و تبلیغ اسلام کے مقدس کام کو جاری فرمایا دنیا کے مختلف گوشوں سے بیک وقت توحید کی صدا بلند ہونا شروع ہوئی۔ جس سے تثلیث کا عقیدہ موم کے بُت کی طرح پگھلنا شروع ہوا۔ اس بات کے ثبوت میں وہ کتابیں پیش کی جا سکتی ہیں۔ جو خود عیسائی مصنفین کی قلموں سے زیورِ تحریر سے آراستہ ہو رہی ہیں ان کتابوں میں بار بار واشگاف الفاظ میں تسلیم کیا گیا ہے کہ عیسائیت اپنی موت آپ مر چکی ہے جرمنی سے حال ہی میں شائع ہونے والی ایک کتاب میرے پاس موجود ہے اس کتاب کا عنوان ہے "GOD IN BONN" یعنے "خدا بون میں"۔ اس کتاب میں اعداد و شمار کو پیش کرکے یہ ثابت کیا گیا ہے۔ کہ جرمنی میں پانچ فیصد لوگ بھی عیسائیت پر کاربند نہیں ہیں۔ اور یہ سوال کہ واقعی خداوند یسوع مسیح نے ہمارے لئے کفارہ ہو کر صلیب پر جان دیدی۔ نئی اور جدید تحقیقات کی رو سے شک و شبہ کا شکار بن گیا ہے۔ اس طرح پر مصنف نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ گرجا ٹیکس جو ہر عیسائی سے وصول کیا جاتا ہے اگر شادی بیاہ اور موت فوت وغیرہ مواقع پر معاشرتی اور ملکی رسوم و رواج کی بندش نہ ہو تو شاید ۹۹ فیصدی عیسائی اس ٹیکس کی ادائیگی سے انکار کرکے عیسائیت کا جوا گلے سے اتار پھینکیں ؛

اسی قسم کے خیالات کا اظہار وہاں کے اکثر لوگ نجی گفتگو کے دوران بھی کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ اسلام پر اعتراضات اور الزامات کا جو رنگ آج سے نصف صدی قبل تھا۔ اس کے مقابلہ پر آج جو طریق کار ہے اس کے بارے میں بلا مبالغہ کہا جا سکتا ہے کہ جارحانہ کی بجائے مدافعانہ ہے۔

اس تمہید کے بعد مغربی جرمنی میں ہماری تبلیغی مساعی کا ذکر کرتے ہوئے وہاں پر جماعت احمدیہ کے مشن کی مختصر تاریخ بیان کرنا بھی مناسب ہوگا باقاعدہ طور پر تو جماعت کی طرف سے جنگِ عظیم ثانی کے بعد مبلغ بھجوائے گئے لیکن جنگِ عظیم ثانی سے پہلے بھی جرمنی کے شہر ہیمبرگ میں چند جرمن نو مسلم احمدیوں نے جماعت احمدیہ کے نام سے ایک تنظیم قائم کر رکھی تھی چنانچہ جرمنی کی جماعت کے موجودہ پریذیڈنٹ مسٹر Beckmann انہی میں سے ایک ہیں۔

جرمنی میں جماعت احمدیہ کے پہلے مبلغ مکرم چوہدری عبداللطیف صاحب جنگِ عظیم ثانی کے معاً بعد اس وقت پہنچے جبکہ ہنوز جنگ کی تباہ کاریاں وحشت ناک اور مہیب کھنڈرات کی شکل میں انسانیت کا منہ چڑا رہی تھیں۔ مکرم چوہدری صاحب موصوف نے مغربی جرمنی کے شمالی شہر ہیمبرگ کو مستقل مشن کے لئے منتخب کیا۔ تقسیم ملک کے بعد یہ شہر جرمنی کا سب سے بڑا شہر ہے۔ جرمنی میں احمدی مبلغ کی آمد کو اخبارات میں بہت اہمیت دی گئی۔ جنگ کا زبردست طمانچہ جس نے جرمن قوم کو جڑ سے ہلا دیا تھا کھانے کے بعد یہ عجیب ذہنی کشمکش میں مبتلا تھے اکثر تو سرے سے خدا کے وجود کے ہی منکر اور بعض عیسائیت کی شراب سے

روح کی تشنگی نہ بجھتے دیکھ کر کسی طمانیت اور تسکین بخش آب حیات کے منتظر ہوئے۔ ایسے موقعہ پر جماعت احمدیہ کا مشن ان پیاسی روحوں کے لئے آب حیات کا چشمہ ثابت ہوا۔ جہاں پر انہوں نے توحید کا جام نوش کر کے اپنی روحانی پیاس کو بجھایا۔ اور عیسائیت ایسے مبشرین اور واعظین سے متعارف ہوئی جو اسلام پر صدیوں سے عائد کردہ اس الزام کا عملی جواب تھے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے۔ چنانچہ کچھ عرصہ ہوا جرمن ریڈیو پر نشر کئے گئے ایک مضمون میں مضمون نگار پروفیسر نے ان الفاظ میں جماعت احمدیہ کے مبلغین کا تعارف کرایا۔

"جب ہم مشن یا مشنری کا لفظ سنتے ہیں تو معاً ہمارا ذہن ان عیسائی منادوں کی طرف مبذول ہوتا ہے جو دنیا کے مختلف ممالک اور خصوصاً ایشیا اور افریقہ میں خداوند یسوع مسیح کا پیغام لوگوں تک پہنچاتے ہیں۔ لیکن آپ یہ سنکر حیران ہوں گے کہ مسلمانوں کے ایک گروہ "احمدیہ موومنٹ ان اسلام" نے بھی اسلام کو پھیلانے کی غرض سے یورپ میں مشنری بھیج رکھے ہیں۔ جو نہایت مستعدی سے اسلامی تعلیمات کو پھیلانے میں مصروف عمل ہیں"

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو جرمن قوم کی بہت سی خصوصیات کے پیش نظر یہ زبردست خواہش رہی ہے کہ یہ قوم جلد از جلد اسلام کی آغوش میں آجائے خاکسار کا خود بھی ذاتی مشاہدہ ہے کہ یورپ کی جملہ اقوام میں سے جرمن قوم میں اسلام کو قبول کرنے کی زیادہ اہلیت موجود ہے۔ ۱۹۶۲ء میں جب یہ خاکسار انگلستان گیا تو ایک نومسلم احمدی انگریز نے خود مجھ سے یہ کہا کہ اگر جرمن قوم ساری کی ساری مسلمان ہو جائے تو انگریز قوم اس کے ایک سو سال بعد مسلمان ہوگی۔ میں نے دیکھا ہے انگریز قوم میں اپنی روایات کے ساتھ بیجا طور پر چمٹے رہنے کی عادت انتہا کو پہنچی ہوئی ہے۔ اور ان کے لئے اپنے خاص دائرہ سے سرمو انحراف بھی بڑا دوبھر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہاں کے اکثر عوام اسلام کے بارے میں تبادلہ خیالات کرنے یا بحث کرنے پر آمادہ نہیں ہوتے۔ لیکن اس کے مقابلہ پر جرمن لوگوں میں حالات کے بدلنے کے ساتھ اپنے آپ کو بدل لینے کی اہلیت موجود ہے اور نئے حالات میں اس طرح اپنے آپ کو adjust کر لیتے ہیں کہ حیرانی ہوتی ہے۔ جن کو اللہ تعالیٰ احمدیت قبول کرنے کی توفیق عطا فرماتا ہے وہ صوم و صلوٰۃ وغیرہ احکام قرآنی پر ایسی مداومت سے عمل پیرا ہوتے ہیں کہ دیکھ کر رشک آتا ہے اسی طرح ان لوگوں میں تحقیق اور نئی نئی معلومات جاننے کا بھی شوق ہے۔ چنانچہ یہی شوق سعید روحوں کو اسلام کی آغوش میں لانے کا باعث بن جاتا ہے۔

جماعت احمدیہ کے مشن کو چند ہی سالوں میں جرمن میں جو کامیابی اور وقار حاصل ہوا اس کا اندازہ اس امر سے ہو سکتا ہے کہ جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ

روح کی تشنگی نہ بجھتے دیکھ کر کسی طمانیت اور تسکین بخش آب حیات کے منتظر ہوئے۔ ایسے موقعہ پر جماعت احمدیہ کا مشن ان پیاسی روحوں کے لئے آب حیات کا چشمہ ثابت ہؤا۔ جہاں پر انہوں نے توحید کا جام نوش کر کے اپنی روحانی پیاس کو بجھایا۔ اور عیسائیت ایسے مبشرین اور واعظین سے متعارف ہوئی کہ جو اسلام پر صدیوں سے عائد کردہ اس الزام کا عملی جواب تھے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے۔ چنانچہ کچھ عرصہ ہؤا جرمن ریڈیو پر نشر کئے گئے ایک مضمون میں مضمون نگار پروفیسر نے ان الفاظ میں جماعت احمدیہ کے مبلغین کا تعارف کرایا:۔

"جب ہم مشن یا مشنری کا لفظ سنتے ہیں تو معاً ہمارا ذہن ان عیسائی منادوں کی طرف مبذول ہوتا ہے جو دنیا کے مختلف ممالک اور خصوصاً ایشیا اور افریقہ میں خداوند یسوع مسیح کا پیغام لوگوں تک پہنچاتے ہیں۔ لیکن آپ یہ سنکر حیران ہوں گے کہ مسلمانوں کے ایک گروہ "احمدیہ موومنٹ اِن اسلام" نے بھی اسلام کو پھیلانے کی غرض سے یورپ میں مشنری بھیج رکھے ہیں۔ جو نہایت مستعدی سے اسلامی تعلیمات کو پھیلانے میں مصروف عمل ہیں"

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو جرمن قوم کی بہت سی خصوصیات کے پیش نظر یہ زبردست خواہش رہی ہے کہ یہ قوم جلد از جلد اسلام کی آغوش میں آجائے خاکسار کا خود بھی ذاتی مشاہدہ ہے کہ یورپ کی جملہ اقوام میں سے جرمن قوم میں اسلام کو قبول کرنے کی زیادہ اہلیت موجود ہے۔ ۱۹۶۲ء میں جب یہ خاکسار انگلستان گیا تو ایک نومسلم احمدی انگریز نے خود مجھ سے یہ کہا کہ اگر جرمن قوم ساری کی ساری مسلمان ہو جائے تو انگریز قوم اس کے ایک سو سال بعد مسلمان ہو گی۔ میں نے دیکھا ہے انگریز قوم میں اپنی روایات کے ساتھ بیجا طور پر چمٹے رہنے کی عادت انتہا کو پہنچی ہوئی ہے۔ اور ان کے لئے اپنے خاص دائرہ سے سرمو انحراف بھی بڑا دوبھر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہاں کے اکثر عوام اسلام کے بارے میں تبادلہ خیالات کرنے یا بحث کرنے پر آمادہ نہیں ہوتے۔ لیکن اس کے مقابلہ پر جرمن لوگوں میں حالات کے بدلنے کے ساتھ اپنے آپ کو بدل لینے کی اہلیت موجود ہے اور نئے حالات میں اس طرح اپنے آپ کو adjust کر لیتے ہیں کہ حیرانی ہوتی ہے۔ جن کو اللہ تعالےٰ احمدیت قبول کرنے کی توفیق عطا فرماتا ہے وہ صوم و صلوٰۃ وغیرہ احکام قرآنی پر ایسی مداومت سے عمل پیرا ہوتے ہیں کہ دیکھ کر رشک آتا ہے اسی طرح ان لوگوں میں تحقیق اور نئی نئی معلومات جاننے کا بھی شوق ہے۔ چنانچہ یہی شوق سعید روحوں کو اسلام کی آغوش میں لانے کا باعث بن جاتا ہے۔

جماعت احمدیہ کے مشن کو چند ہی سالوں میں جرمن میں جو کامیابی اور وقار حاصل ہؤا اس کا اندازہ اس امر سے ہو سکتا ہے کہ جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ

تعالےٰ بنصرہ العزیز ۱۹۵۵ء میں بغرض علاج یورپ تشریف
لے گئے تو جرمنی میں آپ کی آمد کو اخبارات نے بہت اہمیت
دی اور ہیمبرگ شہر کے میئر کی طرف سے آپ کو دعوتِ
استقبالیہ دی گئی۔ آپ جرمنی کے نومسلم احمدیوں کے
اخلاص اور جوش سے بے حد متاثر ہوئے اور آپ نے
جرمنی میں مساجد کے قیام کا فیصلہ فرمایا جس کی تعمیل میں
سارے یورپ میں سے صرف جرمنی کو ہی یہ خصوصی امتیاز
حاصل ہے کہ وہاں پر جماعت احمدیہ کی طرف سے تعمیر کردہ
دو مساجد ہیں۔ یہ مساجد خدا تعالےٰ کے فضل سے عیسائیت
کے ساتھ لڑی جانے والی آخری جنگ میں اسلام کے
روحانی حملہ اور دفاع کے وہ عظیم الشان اور زبردست
قلعے ہیں کہ جن کے وجود سے یورپ کے تثلیث کدے اور
کلیسا لرزہ براندام ہیں۔

جرمنی میں ہیمبرگ کے مقام پر خدا تعالےٰ کے فضل
سے جماعت احمدیہ کی پہلی مسجد ۱۹۵۷ء میں تعمیر ہوئی
اس مسجد کے قیام پر جرمنی میں خدا تعالےٰ کے فضل سے
اسلام اور احمدیت کی ایک مضبوط بنیاد قائم ہو گئی اس
مسجد کی تعمیر پر اہل جرمنی کے خوشکن ردعمل اور وہاں
پر تبلیغ اسلام کے کام کو تیز تر کر دینے کے بڑھتے ہوئے
تقاضوں کے پیش نظر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ
تعالےٰ کے ارشاد کے مطابق جرمنی میں ہیمبرگ کے مقام
پر پہلی مسجد کے قیام کے پورے دو سال بعد ہی جرمنی
کے ایک دوسرے اہم مقام فرانکفورٹ میں جماعت
احمدیہ کی دوسری مسجد معرضِ وجود میں آکر مسجد نور کے
پیارے نام سے موسوم ہوئی۔ یہ محض اللہ تعالےٰ کا فضل
اور اس کا عظیم احسان ہے کہ اس عاجز کو ۱۹۶۱ء کے
ابتداء سے ۱۹۶۴ء کے وسط تک سوا تین سال اس
مسجد کی خدمت کرنے کی سعادت نصیب ہوئی ہے۔

اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے یورپ کے اس
وسطی اور بین الاقوامی شہر میں ہماری مسجد اب تقریباً
سبھی حلقوں میں متعارف ہو چکی ہے۔ ٹیلی ویژن، ریڈیو،
اور اہم اخبارات کے ذریعہ اکثر مسجد کی بعض اہم
تقریبات کی نشر و اشاعت کے باعث اب بہت
کم لوگ ایسے ہونگے جنہیں مسجد کے محلِ وقوع یا فرانکفورٹ
میں اس کے وجود کا علم نہ ہو۔ ہفتہ اور اتوار کو یہاں
عام تعطیل ہوتی ہے چنانچہ ہفتہ کے ان ہر دو ایام
میں اکثر زائرین مسجد میں آکر مسجد کو دیکھنے اور اسلام
کے بارے میں معلومات فراہم کرنے کی خواہش کا اظہار
کرتے ہیں۔ ایسے مواقع پر معلومات فراہم کرنے کے
لئے مختلف اسلامی موضوعات پر جرمن زبان میں چھوٹے
چھوٹے کتابچے موجود ہیں جو مفت پیش کئے جاتے
ہیں۔ اکثر زائرین ان کی قیمت بھی ادا کر دیتے ہیں
ہماری جماعت کی طرف سے جرمن زبان میں شائع کئے
جانے والے لٹریچر میں سب سے زیادہ اہمیت جرمن
ترجمہ قرآن کریم کو ہے۔ خوبصورت لکھائی چھپائی
کے ساتھ عمدہ کاغذ پر عربی متن کے ساتھ قرآن کریم
کا یہ ترجمہ جرمنی میں ہماری تبلیغی مساعی میں سنگ میل
کی حیثیت رکھتا ہے۔ پہلا ایڈیشن ہاتھوں ہاتھ
بک جانے کے بعد خدا تعالےٰ کے فضل سے اب
دوسرا ایڈیشن بھی ختم ہونے کو ہے اور انشاء اللہ العزیز

تیسرے ایڈیشن کی اشاعت زیر غور ہے۔ قرآن کریم کی اس جلد میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی معرکۃ الآرا تصنیف دیباچہ القرآن کا جرمن ترجمہ بھی شامل ہے اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی بعض اور کتب کے تراجم کے علاوہ جرمن زبان میں ہمارا ماہوار رسالہ Der Islam بھی باقاعدگی کے ساتھ شائع ہو کر جرمنی کے علاوہ سوئٹزرلینڈ اور آسٹریا کے تمام علمی حلقوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہماری طرف سے شائع کردہ لٹریچر کا جرمنی کے علمی حلقوں پر خاص اثر ہے۔ میں نے خود جرمنی کے ایک مشہور مستشرق اور موازنہ مذاہب کے سب سے بڑے عالم پروفیسر Pheasching کی تقریر سنی جس میں انہوں نے زمانہ حال کی تبلیغی تحریکوں کا جائزہ لیتے ہوئے جماعت احمدیہ کا ان الفاظ میں تعارف کرایا۔ کہ

"مسلمان فرقوں میں جماعت احمدیہ سب
سے مستعد اور بیدار تبلیغی تحریک ہے"

ہماری تبلیغ کا دوسرا بڑا ذریعہ مسجد میں مختلف موضوعات پر پبلک لیکچر ہیں۔ ان لیکچروں کی خبر اہم اخبارات میں شائع کرا دی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ دلچسپی رکھنے والے احباب کو بذریعہ ڈاک دعوت نامے بھی بھجوائے جاتے ہیں۔ یہ لیکچر مبلغین کے علاوہ غیر مسلم مستشرقین اور نومسلم احمدی جرمنوں سے بھی کرائے جاتے ہیں۔ اس موقع پر میں اپنے ایک نومسلم احمدی بھائی محمود اسمٰعیل مجلس کا ذکر کئے بغیر آگے نہیں گذر سکتا۔ یہ نوجوان اپنے اخلاص اور تقویٰ اور علم میں اس قدر بڑھ گئے ہیں کہ مجھے اکثر ان پر رشک آتا تھا۔ اس وقت اس نوجوان کی عمر صرف ساڑھے بائیس سال ہے لیکن مطالعہ اس قدر وسیع ہے اور مسائل پر اتنا عبور ہے کہ بڑے بڑے پادریوں کے ساتھ مباحثات کے وقت دنداں شکن جواب دے کر ان کا منہ بند کر دیتے ہیں ہمارے پاکستان کے بعض دوست جو یورپ میں سیاحت یا تجارت کی غرض سے جاتے ہیں ان میں سے جن کو ان سے ملاقات کا موقع ملا ہے وہ حیران رہ جاتے ہیں کہ باوجود جرمن ہونے کے اور نوعمر ہونے کے اتنا وسیع مطالعہ ہے عیسائیت کے بارے میں معلومات کے علاوہ سلسلہ کی تاریخ، خلافت اولیٰ اور ثانیہ کے اہم واقعات، اسی طرح جماعت کے اختلافی عقائد اور مسائل، سب از بر ہیں۔ اڑھائی سال پہلے بیس برس کی عمر میں یہ میرے پاس آئے اس وقت تک اسلام کے موافق و مخالف بعض کتب پڑھ چکے تھے۔ بلکہ اسلام کے مطالعہ کی طرف مائل ہونے سے قبل عیسائیت سے متنفر ہونے کے بعد کچھ عرصہ تک دہریت کے خیالات غالب رہے۔ بعد ازاں بدھ مذہب کی کتب کی اوراق گردانی بھی کی۔ آخر کار اسلامی لٹریچر کے مطالعہ کا شوق پیدا ہوا۔ اسی اثناء میں مسجد کا پتہ دریافت کر کے مسجد میں آئے طبیعت سعید اور حق کی متلاشی تھی۔ چند ہی بار کی ملاقات کے بعد باقاعدہ طور پر بیعت کر کے احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی آغوش میں آ گئے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

جن دنوں انہوں نے اسلام قبول کیا ہائر سیکنڈری سکول کے آخری امتحان کی تیاری بھی کر رہے تھے۔

یہ امتحان خاصا مشکل امتحان ہوتا ہے یوں تو ہمارے ملک
کے انٹرمیڈیٹ کے مقابلہ کا امتحان ہے لیکن معیار میں
بی۔اے سے بھی زیادہ ہے۔ لیکن موصوف نے باوجود
امتحان کی شدید مصروفیت کے راتوں کو جاگ کر چند
ہی ماہ میں انگریزی اور جرمن زبان میں موجود سارے
کا سارا لٹریچر پڑھ ڈالا اور نہ صرف پڑھا بلکہ ایک بڑے
رجسٹر میں تمام کتب کا خلاصہ نکالا اور اہم موضوعات۔
مثلاً کفارہ۔ الوہیت مسیح اور تثلیث وغیرہ کے بارے
میں تمام ضروری حوالہ جات جمع کئے۔ قرآن کریم یا دیگر
کتب کا مطالعہ کرتے وقت اگر کوئی بات قابلِ حل ہوتی
تو اسے نوٹ کر لیتے۔ اور ہفتہ میں ایک بار وہ ان
سوالات کو سمجھنے کے لئے میرے پاس آتے اور ان سوالات
کی تعداد ہمیشہ ۳۵/۴۰ کے قریب ہوا کرتی تھی۔ اب
یونیورسٹی میں اقتصادیات کے طالب علم ہیں۔ وہاں
پر عرب ممالک کے مسلمان طلباء بھی تین چار سو کی تعداد
میں ہیں ان کے ساتھ وفاتِ مسیح اور اجرائے نبوت
وغیرہ مسائل پر بھی اکثر بحث کرتے ہیں اور اس غرض
کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی تصنیف "دعوۃ
الامیر" کے انگریزی ترجمہ "Invitation to
Amir" کا الگ خلاصہ نکال رکھا ہے عیسائی
پادریوں کے ساتھ بحث یا تبلیغ کے وقت وہ اکثر میرے
ساتھ ہوتے اور بسا اوقات عیسائی عقائد کے بطلان
اور اسلام کی تعلیمات کی برتری ثابت کرتے ہوئے جب
وہ تقریر کرتے تو میرا دل اس ایمان افروز نظارہ کو
دیکھ کر گداز ہو جاتا۔ اور زبان پر بے اختیار جاری ہوتا

اَللّٰھُمَّ اَیِّدْہُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ۔

برادرم موصوف کا ذکر قدرے طویل ہو گیا ہے
لیکن میں چاہتا ہوں کہ اختصار کے ساتھ ان کے خاندانی
حالات بھی بیان کر دوں کیونکہ اس سے بھی وہاں کے معاشرہ
اور مذہب کے بارے میں عام رجحان پر روشنی پڑے گی۔
ان کا باپ یورپ کی کئی زبانوں کا ماہر ترجمان اور
ماں ڈاکٹر آف لٹریچر ہے اور سکول میں فلسفہ کا مضمون
پڑھاتی ہے یہ کسی مذہب سے بھی سروکار نہیں رکھتے
گو خدا کے وجود سے بکلی منکر نہیں۔ لیکن انبیاء
معجزات اور دعاؤں کو معاذ اللہ جاہلانہ توہمات
سمجھتے ہیں۔ جب ان کے بیٹے نے اسلام سے دلچسپی
کا اظہار کیا تو انہوں نے اپنے بیٹے کی اس آمادگی
پر سخت حیرانی کا اظہار کیا کہ تو کن جاہل اور اجڈ لوگوں
میں شامل ہونا چاہتا ہے۔ اس پر برادرم موصوف
نے مجھے اپنے گھر مدعو کیا تاکہ ان کے والدین کے ساتھ
گفتگو کر کے اسلام کے بارے میں ان کی غلط فہمیوں
کو دور کیا جا سکے۔ لیکن پہلی ملاقات زیادہ مفید ثابت
نہ ہو سکی۔ انہیں جرمن اکثریت کی طرح عیسائیت سے
تو کوئی سروکار نہ تھا۔ اور نہ یہ غم کہ ان کا بیٹا اسلام
کو قبول کرے گا تو عیسائیت کو نقصان پہنچے گا البتہ
انہیں یہ اعتراض تھا کہ اسلام کو قبول کرنے سے
ہمارے معاشرہ اور کلچر پر کاری ضرب لگتی ہے جسے
کسی صورت میں برداشت نہیں کیا جا سکتا ان کا تقاضا
تھا کہ جب ہم رقص کو جائیں تو ہمارا بیٹا ساتھ ہو جب
گھر میں مہمان آئیں۔ تو دعوت سے خوشی کے وقت ہمارا

بیٹا شراب کی بجائے ایک شربت کا گلاس ہاتھ میں تھامے بھری مجلس میں ہماری ناک نہ کاٹے ۔۔۔ لیکن اس کے چند ماہ بعد عید الاضحیہ کی تقریب آئی تو حسب معمول ہم نے دعوتِ عشائیہ کا وسیع انتظام کیا ۔ اس دعوت میں دو اڑھائی سو مہمان مدعو ہوتے ہیں ۔ مسلمانوں کے علاوہ غیر مسلم شرفاء کو بھی دعوت دی جاتی ہے پاکستانی کھانوں سے تواضع کے بعد سلائیڈز وغیرہ کے ساتھ ہلکا سا تبلیغی پروگرام بھی ہوتا ہے ۔ چنانچہ یہ تقریب خدا تعالیٰ کے فضل سے مرغوب پاکستانی ماکولات اور دلچسپ تبلیغی پروگرام کے باعث بڑی مقبول ہوتی ہے اس موقع پر برادرم موصوف کے والدین کو بھی دعوت دی گئی چنانچہ اس تقریب میں شمولیت کے بعد ان میں بہت حد تک تبدیلی واقع ہوئی ۔ یہانتک کہ چند ماہ قبل مسجد میں برادرم موصوف کا اسلام کی تعلیمات پر جب پبلک لیکچر کرایا گیا تو ان کے والدین نہ صرف خود آئے بلکہ ان کی والدہ سکول کے پانچ چھ اور اساتذہ کو بھی ساتھ لائی ۔ یہ تقریر بڑی کامیاب رہی اور خوب انہماک سے سُنی گئی ۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس نوجوان کو استقامت بخشے اور ان کے نیک ارادوں میں برکت فرمائے ۔ ان کی یہ شدید خواہش ہے کہ تعلیم سے فراغت کے بعد اپنے آپ کو خدمتِ دین کے لئے وقف کر دیں ۔ اللہ تعالیٰ انہیں توفیق عطا فرمائے ۔ برادرم موصوف کے علاوہ بھی بعض احباب اور بہنیں خدا تعالیٰ کے فضل سے اخلاص اور قربانی میں پیش پیش ہیں لیکن طوالت کے خوف سے ہر ایک کا الگ تذکرہ کرنا مشکل ہے جماعتی کاموں میں بڑے انہماک سے حصہ لیتے ہیں وہاں کی بے حد مصروف زندگی کے باوجود وقت کی قربانی کر کے مشن کے جملہ کاموں میں ہاتھ بٹاتے ہیں ۔ ایک خاتون انشاء اللہ اپنے خرچ پر جلسہ سالانہ کے موقعہ پر آنے کا ارادہ رکھتی ہیں ۔ صوم و صلوٰۃ میں ان کی پابندی قابلِ رشک تھی ۔ باوجود ایک لیبارٹری میں ملازمت کے یہ پانچوں نمازیں الگ الگ اپنے اوقات پر ادا کرتی ہیں ۔ اسی طرح رمضان کے پورے روزے رکھتی ہیں ۔

میں وہاں پر طریقۂ تبلیغ بیان کر رہا تھا لیکن درمیان میں مخلصین کا تذکرہ آ گیا ۔ مسجد میں باقاعدہ تقاریر کے علاوہ ہمیں باہر دیگر سوسائٹیوں میں بھی تقاریر کے مواقع اکثر ملتے رہتے ہیں ۔ چنانچہ اسی ضمن میں خوف و ہراس سے نجات صرف مذہب سے ہی وابستہ ہے ' انسان کی ہم آہنگ زندگی کا تصوّر ، اسلام کی تعلیمات اور عیسائیت کے عقائد کا جائزہ وغیرہ موضوعات پر کئی اہم سوسائٹیوں میں تقاریر کا موقع خدا تعالیٰ کے فضل سے ملا ہے اسی طرح بعض سکولوں میں اسلام کی تعلیمات کو بیان کرنے کی دعوت بھی ملتی رہتی ہے اور کئی سکولوں کی طرف سے طلباء اور طالبات کو بسا اوقات طے شدہ پروگرام کے تحت مسجد دکھانے کے لئے لایا جاتا ہے ایسے مواقع پر ان کی خواہش ہوتی ہے کہ اسلام کی تعلیمات کو سُنیں ۔ چنانچہ انہیں اسلام کی تعلیمات اور اسلام اور عیسائیت کے مابین امتیازی فرق بتایا جاتا ہے اس کے علاوہ کسی جگہ بھی جہاں ایسا لیکچر ہو جو براہ راست یا

بالواسطہ اسلام سے متعلق ہو کوشش کی جاتی ہے کہ اس میں
شمولیت اختیار کی جائے۔ اور ایسے مواقع پر سوال و جواب
کی صورت میں اکثر تبلیغ کے ذرائع نکل آتے ہیں۔ بلکہ بعض
حلقوں میں تو ہماری موجودگی کو بڑی ناپسندیدگی کی نظر
سے دیکھا جاتا ہے۔ میں عینی مشاہدہ اور ذاتی تجربہ کی بنا
پر کہتا ہوں کہ خدا کی قسم کسرِ صلیب ہو چکی ہے۔ حضرت
مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علمِ کلام اور واضح
دلائل کے قوی گرزوں نے تثلیث اور صلیبی عقائد کو
پاش پاش کر کے رکھ دیا ہے۔ ابھی چند ماہ پہلے کی بات
ہے۔ میں نے فرانکفورٹ کے تمام عیسائی فرقوں کے نام
ایک سرکلر بھیجا۔ جس میں انہیں دعوت دی کہ وہ ہمیں
اپنے ہاں بلائیں۔ یا ہمارے مشن ہاؤس میں آئیں اور ہمارے
ساتھ پرائیویٹ یا پبلک میں اسلام اور عیسائیت کے بارے
میں تبادلہ خیالات کریں۔ لیکن دعوت قبول کرنا تو درکنار
بیس سے بھی زائد خطوط لکھنے پر صرف ایک جواب آیا
وہ بھی دعوت قبول کرنے سے کم فرصتی کی وجہ سے معذرت
تھی۔ اسی قسم کے اور کئی ایک واقعات ہیں جنہیں خوفِ
طوالت کے باعث بیان نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن یہ
صورتِ حال، اسلام کی شاندار فتح، حضرت مسیح
موعود علیہ السلام کے علمِ کلام اور دلائل کے غلبہ اور
عیسائیت کی شکستِ فاش کا بیّن ثبوت ہے۔

حضرات! جرمنی میں ہماری تبلیغی مساعی کے
ان خوشکن نتائج کو سُن کر ہمیں مطمئن نہ ہو جانا چاہیئے
کہ ہم نے اپنے مقصد کو پا لیا۔ ابھی تو کام کی ابتداء ہے
اس میں شک نہیں کہ وہاں پر احمدیت کا جو بیج بویا گیا
تھا وہ پھوٹ پڑا ہے لیکن ایک ہوشیار کسان کھیت
میں بیج پھوٹ پڑنے پر خوش ہو کر گھر میں آ کر سو نہیں
رہتا۔ بلکہ بیج کے پھوٹ آنے پر جہاں اس کے دل میں
خوشی کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ وہاں ساتھ ہی اس
کے دل میں مزید محنت کا جذبہ موجزن ہو جاتا ہے اور
وہ اس بیج سے نکلنے والی ننھی سی کونپل کو بڑھتے اور
پھلتے پھولتے دیکھنے کی خواب کو پورا کرنے کے لئے کمر
ہمت کس لیتا ہے اور کبھی راتوں کو اُٹھ کر پانی دیتا
ہے تو دن کو سورج کی تمازت کو برداشت کرتے
ہوئے اس کی گوڈی کرتا ہے۔ اور خودرَو پودوں کو
باہر نکال پھینکتا ہے اور اس وقت تک چین نہیں
لیتا جب تک کہ اپنی خوابوں کی دنیا کو عملی طور پر لہلہاتے
اور پھلدار درختوں کی صورت میں نہ دیکھ لے اس
میں شک نہیں کہ عیسائیت دلائل اور عقائد کے
میدان میں شکست کھا چکی ہے۔ صلیب پاش پاش
ہو چکی ہے۔ لیکن کام ابھی آگے ہے۔ دنیا کے حالات
بڑی سرعت کے ساتھ بدل رہے ہیں خود جرمنی میں
حالات نے اس قدر تھوڑے عرصہ میں رُخ بدلا ہے
کہ جنگِ عظیم ثانی سے پہلے اس کا تصور بھی نہیں
ہو سکتا تھا۔ جنگِ عظیم ثانی سے پہلے ہٹلر کے دورِ
حکومت میں جرمنی کو غیر ملکی اثرات سے محفوظ رکھنے کی
ہر ممکن کوشش کی جاتی تھی۔ اور یہ بھی ایک وجہ تھی
کہ ساٹھ لاکھ یہودیوں کو لقمۂ اجل بنا دیا گیا۔ اس
دور میں اہلِ جرمنی اپنی محققانہ اور متلاشی طبیعت
کے باوجود اسلام سے پورے طور پر آگاہ نہ ہو سکے۔

لیکن جنگ عظیم ثانی کے بعد ساری دنیا قرآنی پیشگوئی وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ کے تحت ایک دوسرے سے اس قدر قریب آچکی ہے کہ ذرائع آمد و رفت کی فراوانی اور کثرت کے ساتھ لوگوں کے آپس میں اختلاط کے باعث مکانی بُعد اور دُوری بے حقیقت الفاظ بن کر رہ گئے ہیں۔ کرۂ ارض کے اس طرح پر کھل جانے کے باعث ذہنوں میں فراخی اور تحقیق کا جذبہ کارفرما ہُوا ہے۔ جرمنی کا ملک جہاں پر جنگ سے پہلے غیر ملکی خال خال دکھائی دیتے تھے۔ اب وہاں مختلف قوموں اور ملکوں کے باشندے آکر جمع ہوگئے ہیں اور وہ ایک بین الاقوامی ملک معلوم ہوتا ہے۔ دوسرے ممالک کے لوگ وہاں پر آباد ہونے کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کی بھی ایک خاصی تعداد وہاں پر تلاش معاش میں آباد ہوچکی ہے اس وقت صرف ترکوں کی تعداد ہی پچاس ہزار کے قریب ہے۔ مراکش۔ ٹیونس اور الجزائر وغیرہ عرب ملکوں کے باشندے بھی ہزاروں کی تعداد میں ہیں۔ اتنی تعداد میں مسلمانوں کے وہاں جانے سے بھی طبعًا لوگوں میں مذہبِ اسلام کے بارے میں سوالات پیدا ہوتے ہیں۔ پس غور کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ ملک اب ایک ایسے دوراہے پر کھڑا ہے۔ جہاں سے آئندہ کے رُخ کا انتخاب ہوگا۔ پس اس احساس کے پیشِ نظر ہماری ذمہ داریاں پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ جاتی ہیں۔ بے شمار لوگ ابھی وہاں ایسے ہیں جنہیں "پیاسی روحوں" کے نام سے موسوم کیا جا سکتا ہے۔ کچھ تو اسلام کے خلاف گمراہ کن پراپیگنڈہ کے باعث اور کچھ ہماری کم مائیگی کی وجہ سے ان تک صحیح اسلام کا پیغام ابھی تک نہیں پہنچ سکا۔ وہاں پر مادیت کا غلبہ اور دولت سمیٹنے کی ہوس اور مذہب سے عام بے رغبتی بھی اسلام کی راہ میں حائل ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اسلامی تعلیمات کی کثرت سے اشاعت انہیں ضرور جادۂ ہدایت پر لے آئے گی۔ موجودہ مذہب سے نفرت اور خدا کے وجود سے اظہار بیگانگی پر درحقیقت میں انھیں قصور وار نہیں ٹھہراتا۔ ایک دفعہ ایک نومسلم احمدی نوجوان نے اپنے والدین سے میری ملاقات کرائی۔ اور اس بات کا نہایت کرب سے اظہار کیا کہ انہیں کسی طرح سمجھاؤ کہ اسلام سچا مذہب ہے، یہ تو سرے سے مذہب کے بھی قائل نہیں۔ اس پر میں نے اس نوجوان سے یہی کہا کہ درحقیقت ان لوگوں کا بھی قصور نہیں۔ ان لوگوں کے ذہنوں میں مذہب یا خدا کے وجود کا جو تصوّر ہے وہ تو وہی ہے جو عیسائیت پیش کرتی ہے لیکن عیسائیت کے پیش کردہ مذہب اور خدا کے بارے میں کوئی انسان جب ذرہ بھی عقل اور تدبّر سے کام لیتے ہوئے سوچے تو عقلِ انسانی ان عقائد کو دھکے دیتی ہے۔ پس ایسے موقع پر یہ لوگ عیسائی عقائد سے کیا سرے سے مذہب سے ہی ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ لہٰذا میں ایسے لوگوں کو معذور تو سمجھتا ہوں قصور وار نہیں گردانتا۔ میرا تجربہ ہے کہ جب بھی ان کے سامنے اسلامی تعلیمات اور احکامِ قرآنی کے فلسفہ کو پیش کیا گیا ہے انہوں نے محض از راہِ تعصب اسے ٹھکرایا نہیں۔ لیکن ان کے ان تعلیمات کو اپنا لینے

اور اسلام کو اپنا طرزِ حیات بنا لیتے ہیں ابھی بظاہر بڑی روکاوٹیں ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ ان ظاہری روکاوٹوں کو دور کر کے ان لوگوں کو جو بعض بھائیوں کے باوجود بہت سی خوبیوں کے بھی حامل ہیں اسلام کے نور سے منور کر دے۔ کیوں نہیں ایسا ہی ہوگا۔ یہ خدا کے مامور کے مُنہ سے نکلی ہوئی باتیں ہیں۔ زمین و آسمان ٹل سکتے ہیں لیکن خدا کی بات نہیں ٹل سکتی۔ ؎

قضائے آسمان است ایں بہر حالت شود پیدا

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

"کامیابی کی راہیں"

مجلس اطفال الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ کی طرف سے عنوان بالا کے ماتحت چار کتابوں کا سیٹ شائع کیا گیا ہے جو بچوں کی دینی تعلیم و تربیت کیلئے ایک نہایت مفید مجموعہ ہے۔ جناب مہتمم صاحب اطفال اس کامیاب کوشش کیلئے مبارکباد کے مستحق ہیں۔ والدین اپنے بچوں کیلئے یہ سیٹ مجلس مرکزیہ خدام الاحمدیہ سے طلب فرمائیں۔

تقریب بنیاد مکان:- مورخہ ۲ نومبر ۱۹۶۴ء فیکٹری ایریا ربوہ میں خاکسار کے مکان کی پہلی بنیادی اینٹ حضرت صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ اور دوسری اینٹ استاذی المکرم مولانا ابو العطاء صاحب جالندھری نے رکھی بعد ازاں محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب نے دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ اس مکان کو ساکنین کیلئے دینی اور دنیاوی برکات کا موجب بناوے۔ احباب سے بھی درخواست دعا ہے۔ خاکسار مولا بخش جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ (کارخانہ بیڈیو) پشاور صدر۔

بقیہ اداریہ

موجود نہیں ہے۔ دیکھو یہی بن باپ ولادت دلیل گردانی جاتی ہے۔ اور اس دلیل کا جو حال ہے وہ اوپر کے تجزیہ سے عیاں ہے۔ بن باپ پیدائش خدا کی قدرت کا نشان تو ہو سکتی ہے مگر پیدا ہونے والے کی الوہیت کی دلیل ہرگز نہیں قرار پا سکتی۔ کتنے کیڑے مکوڑے، کتنے چرند پرند اور کتنے انسان خدا کی قدرتِ کاملہ سے پیدا ہو چکے ہیں اور پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ اگر وہ کوئی نظر نہیں آتا۔ تو حضرت آدمؑ کی بے ماں اور بے باپ پیدائش کے تو عیسائی بھی قائل ہیں اسی لئے خداوند عزّ و جل نے فرمایا۔ اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَہٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ۔ کہ عیسےٰ کی مثال قانونِ الٰہی میں آدمؑ کی مانند ہے اُسے اللہ تعالیٰ نے مٹی سے بسماں، بے باپ کُن کہکر پیدا کر دیا تھا۔"

پس یسوع مسیح کی الوہیت پر ہرگز ہرگز کوئی دلیل موجود نہیں ہے۔ اگر کوئی دلیل ہے۔ تو عیسائی صاحبان کو **کھلی دعوت** ہے۔ کہ:-

"وہ دلیل لکھ کر بھیج دیں۔ اسے ان صفحات میں شائع کر دیا جائے گا۔" ھَاتُوْا بُرْھَانَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ۔

(ابو العطاء)

تصحیح:- الفرقان اکتوبر ۱۹۶۴ء صفحہ ۲۹ میں فقرہ "چاند میں ہوائی غلاف رہتا ہے" سہو کاتب ہے۔ اصل الفاظ یہ ہیں: "چاند میں ہوائی غلاف نہیں ہے۔" احباب تصحیح فرمالیں۔

نوٹ:- آپ نے اس خوشی میں ایک غیر احمدی دوست کے نام سال بھر کیلئے الفرقان جاری کروا دیا ہے۔ (مینیجر)

مدح نبویؐ میں حقیقت افروز نظم

شیتل راجا کی پرجا

جس کی خاطر ساگر کی ہر لہر لہر کے گیت
جس کی خاطر دھرتی پر دن رات رہے تھے بیت
جس کی خاطر تارے بنے تھے چندا اور آکاش
جس کے لئے ایشر نے اپنا بھید کیا تھا فاش

جس کی مہما گاتے جائیں حور و ملک دن رین
جس پر خود بھگوان بھی بھیجیں شانتی اور سکھ چین
جس کا جیون بیتا جیسے موتی اندر سیپ
جس کی جیوتی سے روشن ان دو آنکھوں کے دیپ

راجوں مہاراجوں کے سید، گرے ہوؤں کے داس
بے زوروں کے من کے دھیرج، پاپی دلوں کی آس
جس کی شما کو یاد کریں سب پنچھی پشو انسان
ہائے۔ کریں اس محسن کا ہم کس دل سے اپمان

ناحق دوش لگانے والے او بے درد کٹھور
جیون کی اب شام ہے تیرے تو سمجھے ہے بھور
کاٹھ کی ہنڈیا اگنی اوپر رہتی نہیں ہمیش
اک دن آخر ہونی کے آگے ہونا ہے پیش

ہم بھی ہیں اس شیتل عربی راجا کی پرجا
چھیڑ نہ ان دلگیروں کو جا تیرا بھلا ہوگا

منظور احمد (ملتان چھاؤنی)

(بشکریہ ہفت روزہ "لاہور")

بقیہ صفحہ ۲۴

افریقن لوگوں کو ظلم و بربریت کا پیکر بنا دیا ہے۔ کونگو کے شہروں اور دیہات میں غیر ملکیوں سے جو سلوک کیا گیا ہے اس سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور نہیں کہا جا سکتا کہ اندھی قوم پرستی کا یہ جنون ابھی کتنے بچوں، عورتوں اور جوانوں کو خاک و خون میں تڑپائے گا۔

میں اپنے غیر احمدی احباب سے درخواست کرتا ہوں کہ افریقہ کے اس پس منظر کو اپنے ذہنوں میں رکھتے ہوئے تحریک احمدیت پر غور کریں۔ اور اس کے ذریعہ سے جو روحانی انقلاب برپا کیا جا رہا ہے اس کا تجزیہ کرتے ہوئے حقیقت تک پہنچنے کی کوشش کریں۔ انجیل کا یہ قول کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے ایک عظیم صداقت ہے۔ آئیے! اسی معیار کو سامنے رکھتے ہوئے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے دعاوی کو پرکھیئے۔ وہ پاکیزہ بیج جو ہند و پاک کی سرزمین ہی میں نہیں افریقہ کے جنگلوں اور تپتے ہوئے صحراؤں میں بویا جا کر بھی اچھے درخت اور عمدہ پھل پیدا کر رہا ہے جس کا ذائقہ اور خوشبو قرآنِ پاک کے شیریں ثمر سے مشابہ ہے کسی دشمنِ قرآن کے ہاتھوں سے بویا جا سکتا ہے؟ اقوامِ عالم کو درسِ محبت و اخوت دے کر ہزاروں لاکھوں انسانوں کے سینوں سے کدورتوں اور رقابتوں کو یکسر نابود کر دینے اور فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًا کا محیر العقول نظارہ اس بیسویں صدی میں دکھا دینے والے انسان کو عدوِّ قرآن محمدؐ کی صف میں کھڑا کیا جا سکتا ہے؟ نہیں ہزار بار نہیں۔

معزز قارئین! وہ معجزانہ ذہنی، اخلاقی اور روحانی انقلاب جس کے لئے اسلام کی چودھویں صدی چشم براہ تھی۔ لاکھوں انسانوں اور مختلف براعظموں میں رونما ہو رہا ہے۔ مرحوم شیخ عمری عبیدی صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) اسی انقلاب کے آئینہ دار تھے۔ اس قسم کا روحانی انقلاب جو مختلف قوموں اور نسلوں کے لوگوں کو وحدت کے رشتہ میں پروتا چلا جاتا ہے۔ قرآنی اصطلاح میں "نعمتِ خداوندی" کہلاتا ہے اس انقلاب کے بانی ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم تھے اور موجودہ صدی میں ایسا انقلاب دوبارہ لانے والے کو حامیٔ قرآن اور مثیلِ محمدؐ کے سوا اور کوئی نام نہیں دیا جا سکتا۔ آپ غور کریں اور پھر غور کریں کہ کیا اختلاف و انشقاق سے بھرپور دنیا کو ایسے ہی مصلح اور ہادی کی ضرورت نہیں تھی؟

زندہ جاوید شیخ عمری عبیدی مرحوم

(از محترم جناب قاضی عبدالسلام صاحب بھٹی۔ ایڈیٹر "ایسٹ افریقن ٹائمز" نیروبی۔ مشرقی افریقہ)

"محترم شیخ عمری عبیدی رضی اللہ عنہ کی وفات کا صدمہ بڑا بھاری ہے۔ بڑے اعلیٰ درجہ کے نیک اور پارسا اور مخلص انسان تھے۔ اچانک ہی داغِ مفارقت دے گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

مکرم شیخ مبارک احمد صاحب سابق رئیس التبلیغ کے خاص شاگردوں میں سے تھے انہی کے فیضِ صحبت سے احمدیت کی نعمت سے مستفیض ہوئے۔ ابھی سکول سے فارغ ہی ہوئے تھے کہ اپنی ڈاکخانہ کی تھوڑی سی ملازمت کو ترک کر کے خدمتِ دین کیلئے اپنی زندگی وقف کر دی۔ شاید ۱۹ سال کی عمر اس وقت ان کی ہوگی۔ پھر اس الہٰی

شوق سے اور جان توڑ کر دین کی اشاعت کا کام کیا۔ کہ دن رات ایک کر دیا۔ بڑی بڑی تکلیفیں بھی اس راہ میں اٹھائیں۔ مگر آگے ہی بڑھتے چلے گئے۔ غالباً ۱۹۴۷ء کی بات ہے میرے ہاں کسومو (کینیا) کے شہر میں کچھ عرصہ کے لئے قیام پذیر ہوئے۔ وہاں ایک عرب قصاب بڑا امیر کبیر تاجر ہوا کرتا تھا۔ مخالفت کے جوش میں ایک دن اس نے ہمارے محترم عمری صاحب مرحوم و مغفور کو سر بازار تھپڑ مار دیا۔ کہ تم وہ شخص ہو جو فلاں جگہ تبلیغ کرتے پھرتے تھے خدا کی شان ہے۔ یہ بیچارہ عرب پہلے بینائی سے محروم ہو گیا۔ پھر کاروبار تباہ ہوا اور اب اس کا کوئی نام بھی لینے والا نہیں۔ اس کے مقابلہ میں عمری صاحب کو اللہ تعالیٰ نے ٹانگانیکا حکومت کے وزارت کے عہدے تک پہنچایا۔ اور خدمات دین اور اعلیٰ درجہ کی نیکیوں کی توفیق عطا کر کے زندۂ جاوید بنا دیا ہے انہوں نے اپنی ساری عمر ہی دین کی خاطر لگا دی۔ اور اس لحاظ سے گویا شہادت کا درجہ پایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرماتا رہے۔

باوجود اس کے کہ دنیا میں وہ ایک معزز عہدے پر فائز ہو چکے تھے ان کی طبیعت میں وہی پہلی سی سادگی اور انکساری موجود تھی ہر ایک سے بڑی محبت سے ملتے۔ دارالسلام سے اپنے سرکاری فرائض پر ممالک غیر کی طرف اکثر ہوائی جہاز پر جاتے ہوئے نیروبی سے گذرتے اور چند گھنٹے کا قیام بھی ہوتا۔ تب بھی ضرور ہی مسجد اور مشن ہاؤس میں تشریف لاتے۔ اور آتے ہی پہلے مسجد میں نوافل ادا کرتے۔ دوستوں کو ملتے اور بڑے خوش ہوتے۔ نماز پابندیٔ وقت سے ادا کرتے نمازوں میں رونا ان کا شیوہ تھا۔ دعا ان کی غذا تھی۔ اللہ تعالیٰ کے مقرب تھے سچی خوابیں ان کو آتی تھیں دراصل وہ ایک ولی اللہ تھے جو افسوس کہ چھوٹی عمر میں ہی اپنے مولا حقیقی سے جا ملے۔ دین اور سلسلہ کی روایات اور تعلیم کا گہرا علم تھا۔ اور بڑی غیرت رکھتے تھے۔ یہاں پر ایک دنیوی طور پر ذی وجاہت آدمی نے ایک دفعہ کچھ اس قسم کی گفتگو ان سے کی جس سے خلافت کے مقام اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے درجہ کے متعلق کچھ پیغامیوں والا رنگ تھا فوراً بھانپ گئے۔ اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہٖ کی خدمت میں اطلاع بھجوائی۔ حضور کے ساتھ والہانہ رنگ کا عشق تھا۔ ہمیں اپنی انسانی کمزوریوں کے تقاضا سے ان کے وجود سے اس ملک میں احمدیت اور اسلام کی ترقی کی بڑی بڑی امیدیں لگی ہوئی تھیں مگر یہ ہماری غلطی تھی۔ اللہ تعالیٰ کی حکمتوں کے راز وہی جانتا ہے اس نے یہی بہتر اور مناسب سمجھا کہ اس وجود کو واپس بلا لے لیکن ہم اس کے حضور سے امید رکھتے ہیں کہ وہ لاکھوں لاکھ ایسے وجود اس زمین سے اٹھائیگا جو اس کے نبیٔ پاک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت اور قبولیت کو دنیا میں پھیلانے کے لئے ایسی ہی کوشش کریں گے جیسی کہ ہمارے اس مرحوم بزرگ بھائی نے کر کے دکھائی۔ اے خدا تو ایسا ہی کر۔ آمین۔

جماعت احمدیہ ٹانگانیکا کیلئے بھاری نقصان

اور صدمۂ عظیم

عزیزم چوہدری افتخار احمد صاحب ایاز انسپکٹر سکولز ٹانگانیکا نے بکوبہ۔ مشرقی افریقہ سے ۱۱ر اکتوبر ۱۹۶۴ء کو مجھے لکھا کہ :-

"کل صبح ہی مکرم معظم شیخ عمری عبیدی صاحب کا جرمنی سے بڑی محبت سے لکھا ہوا خط ملا۔ اس میں آپ کا بھی ذکر تھا۔ لکھا تھا کہ "میرے نہایت ہی قابل اور بزرگ پرنسپل حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب کی خدمت میں میرا السلام علیکم لکھدیں اور دعا کی درخواست کریں۔" نیز لکھا تھا کہ "جب میں ربوہ میں تھا تو میں نے حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب کو عَبْقَرِيٌّ کے وجود میں دیکھا۔"

دوپہر میں انہیں جواباً خط لکھنے کا ارادہ کر رہا تھا کچھ کام سے باہر گیا اور قومی پرچم سرنگوں دیکھنے پر پتہ چلا کہ ہمارے بزرگ اور بڑی ہی محبت کرنیوالے اور احمدیت کے لئے خاص خدمت کا جذبہ رکھنے والے عمری صاحب وفات پا گئے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْن۔ محترمہ امۃ الباسط صاحبہ سے اور مجھ سے ان کو اور ان کی اہلیہ محترمہ کو خاص اُنس تھا۔ اب جولائی میں دارالسّلام میں اُن سے ملاقات ہوئی تو بڑی محبّت سے شہریت لینے کے بارہ میں گفتگو فرماتے رہے۔

ان کی وفات جماعت ٹانگانیکا کے لئے ایک بھاری نقصان اور صدمۂ عظیم ہے اللہ تعالےٰ انہیں اعلیٰ درجات عطا فرماوے اور ان کی اہلیہ محترمہ اور ان کے خورد سال بچوں کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔ کل سوموار ۱۲ر اکتوبر کو ان کا جنازہ ہوائی جہاز سے دارالسلام لایا جائے گا۔ جہاں شام ۴ بجے اُن کو سپرد خاک کر دیا جائے گا۔ اللہ تعالےٰ اس نیک اور متقی وجود کے بدلہ میں ہمیں ایک بہت بڑی جماعت مخلصین کی عطا فرماوے۔ اور اس ملک کو احمدیت سے جلد تر منور فرماوے۔ آمین۔

مرحوم و مغفور عمری صاحب کی وفات پر ملک کے رئیس نیریرے نے بھی خاص افسوس کا اظہار کیا ہے اور کہا کہ ان کی بے وقت وفات میں ہماری قوم کے لئے بڑا بھاری نقصان اور ابتلاء ہے۔

پریس رپورٹ میں آپ کے فوت ہونے کی وجہ "Suspected food Poisoning" بتائی گئی ہے یعنی کھانے میں زہر دے دیا گیا اس وجہ سے ان کی وفات کا خاص دکھ ہے ان کی نیکی۔ دیانت اور وفا شعاری کی وجہ سے نیز ان کے احمدی مبلغ ہونے کی وجہ سے ان کے کئی دشمن بھی تھے خاص طور پر کیتھولک عیسائی۔ بہرحال انہوں نے اپنی زندگی اپنے دین اور اپنے ملک کی خدمت میں قربان کر دی اور اللہ تعالےٰ ان کو اس قربانی کا ضرور اجر عطا فرمائیگا انشاء اللہ تعالےٰ۔

آپ جماعت ٹانگانیکا کی خاص ترقی اور عمری صاحب مرحوم و مغفور کے درجات کی بلندی کے لئے خاص دعا فرماویں۔ جزاکم اللہ تعالےٰ احسن الجزاء"

جناب مودودی صاحب کی سیاسی قلابازی

کیا عورت مملکت کی سربراہ ہو سکتی ہے؟

جماعت اسلامی اور اس کے امیر جناب مودودی صاحب نے اپنے مسلمات کے خلاف جو تازہ قلابازی کھائی ہے۔ وہ عورتوں کی سربراہی کا مسئلہ ہے سوال یہ نہیں کہ کسی حالت میں عورت زمامِ سلطنت سنبھال سکتی ہے یا نہیں؟ اس مسئلہ کو علماء ہزار اختلافی قرار دیں۔ ہمارا یہ سوال نہیں۔ سوال یہ ہے کہ مودودی صاحب اپنے جس عقیدہ کا اعلان بار بار کر چکے ہیں جسے شریعت کا ایک فیصلہ قرار دیکر لکھ چکے ہیں کہ :-

(۱) "رئیس مملکت کا مسلمان مرد ہونا ضروری ہے"۔

(ترجمان القرآن جنوری فروری ۱۹۵۱ء)

(۲) "مجلس شوریٰ میں جو ساری مملکت کی قوام ہے عورتوں کی شمولیت کا دروازہ قرآن نے بند کر دیا ہے"۔

("اسلامی دستور کی تدوین" صفحہ ۶۸)

(۳) "انتخابات میں عورتوں کے ووٹ صرف مردوں کیلئے ہی استعمال کئے جا سکتے ہیں عورتوں کے لئے نہیں"۔

("انتخابی جدوجہد" صفحہ ۲۳۲)

(۴) "مملکت میں ذمہ داری کے مناصب خواہ وہ صدارت ہو یا مجلس شوریٰ کی رکنیت یا مختلف محکموں کی ادارت عورتوں کے سپرد نہیں کئے جا سکتے"۔ ("اسلامی ریاست" صفحہ ۷۹۱)

سوال یہ ہے کہ جو شخص یا جماعت اسلام کا یہ نظریہ مانتی ہے اسے کیا حق ہے کہ محض کسی شخصیت کی معاندت میں اس نظریہ کے خلاف عمل پیرا ہو؟ مودودی صاحب کہتے پھرتے ہیں کہ ہم نے "اضطرار" کے ماتحت عورتوں کی سربراہی کو جائز قرار دے لیا ہے مگر یہ انوکھا "اضطرار" تو انکو روزمرہ پیش آتا رہے گا اگر اسی طرح صدر محمد ایوب خاں کی دشمنی میں وہ شریعت اسلام کے اپنے مسلمہ مسائل کو تبدیل کرنے لگے تو جس طرح آج انہوں نے "مسلمان مرد" کی شرط میں سے مرد کی بجائے عورت کو رکھ دیا ہے تو کل کو مسلمان کی بجائے کافر کا صدر مملکت مقرر کرنا بھی جائز قرار دیدینگے کیا اسی کا نام ان کے نزدیک اقامتِ دین ہے؟

جناب امین احسن صاحب اصلاحی نے اس پر بہت عمدہ لکھا ہے کہ :-

"یہ تو کوئی بات نہ ہوئی کہ جماعت شامل ہوئی تھی متحدہ محاذ میں اسلام قائم کرنے اور محاذ کو اسلام کیلئے استعمال کرنیکے دعوے سے، اور اسکو انگوٹھا لگانا پڑا پہلے ہی قدم پر ایک ایسی بات پر جو اسکے نزدیک حرام ہے"۔ (ماہنامہ میثاق بحوالہ المنبر ۳۰ اکتوبر ۱۹۶۴ء)

مودودی صاحب کا یہ اقدام غور و فکر کرنیوالے ہر انسان کیلئے قابلِ تعجب ہے مودودی صاحب کے پاس اسکے لئے کوئی وجہ جواز موجود نہیں ہے دین کو سیاست کیلئے بازیچۂ اطفال بنانا بہت بڑی زیادتی ہے۔ بایں ہمہ وہ کہتے ہیں کہ میں لیڈر "سیاسی" نہیں ہوں جیسا کہ انہوں نے ابھی حال ہی میں ربوہ سٹیشن پر میرے استفسار کے جواب میں کہا تھا ۔ مودودی صاحب کی اس سیاسی روش پر ہی آ ہیں جناب امین احسن صاحب اصلاحی کے مندرجہ ذیل طنزیہ الفاظ سننے پڑے "اعتراض کرنیوالے یہ بھی نہیں سوچتے کہ آخر ایک عارضی حرام کو اختیار کر کے جماعت نے کسی کا کیا بگاڑا ہے؟ اگر کچھ بگاڑا ہے تو شریعت کا بگاڑا ہے اور وہ بھی شریعت ہی کی خاطر۔ آخر کیا شریعت میں سارے تصرفات کرنیکا اختیار صرف ڈاکٹر فضل الرحمٰن صاحب اور پرویز صاحب کو ہی حاصل ہے۔ جماعت اور اسکے امیر کا شریعت پر کوئی حق ہی نہیں؟" کیا مودودی صاحب اپنے موقف پر نظرِ ثانی کرینگے؟

ہماری کتابیں

تبصرہ کے لئے دو نسخے آنے ضروری ہیں (ادارہ)

۱-حیاتِ قمر الانبیاءؑ:- نامور مصنف شیخ محمد اسمٰعیل صاحب پانی پتی کی تصنیف ہے۔ صفحات ۲۸۸۔ کاغذ نیوز پرنٹ۔ قیمت تین روپے۔ ملنے کا پتہ:۔ محمد احمد اکیڈیمی رام گلی ۳ لاہور

قمر الانبیاء حضرت میرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے رضی اللہ عنہ کی زندگی اور خدماتِ دینیہ کا ایک جامع خلاصہ ہے کتاب کے آخر میں فاضل مصنف نے حضرت میاں صاحب مرحوم کے ان دلچسپ مکاتیب کی خاصی تعداد درج فرمائی ہے جو انہوں نے محترم شیخ صاحب کو تحریر فرمائے تھے۔ کتاب کا مطالعہ بہت مفید ہے۔

۲-حیاتِ بشیر:- اخویم محترم شیخ عبدالقادر صاحب فاضل مربی سلسلہ کی عرق ریزی اور اخلاص کا ایک شاہکار ہے۔ صفحات قریباً ساڑھے پانصد، کاغذ عمدہ سفید قیمت آٹھ روپے۔ ملنے کا پتہ: مکتبہ الفرقان ربوہ

سیدی حضرت میرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کی سوانح زندگی، آپ کی سیرت، آپ کی علمی خدمات اور آپ کے اخلاق کے متعلق نہایت محبت بھرے بیانات کا مجموعہ ہے پڑھنے سے روح پر خاص اثر ہوتا ہے۔ ہر احمدی گھرانے میں اس کا ہونا بہت بابرکت ہے

۳-ختمِ نبوت کی حقیقت:- ۴۶ صفحات کا رسالہ۔ جناب قاضی محمد نذیر صاحب فاضل لائلپوری کی تصنیف ہے جس میں احراری مولوی لال حسین صاحب کے ایک پمفلٹ کا جواب دیا گیا ہے بہت عمدہ ہے قیمت درج نہیں۔

ملنے کا پتہ:۔ نشر و اشاعت نظارت اصلاح و ارشاد ربوہ۔

۴-قبولِ احمدیت کی داستان مع منظوم کلام:- محترم الحاج مولوی عزیز الرحمٰن صاحب فاضل منگلا کا مرتب کردہ رسالہ۔ صفحات پچاس۔ کاغذ نیوز پرنٹ قیمت ۷۵ پیسے صرف۔ ملنے کا پتہ مکتبہ الفرقان ربوہ۔ اس دلچسپ رسالہ کا مضمون اس کے نام سے ظاہر ہے۔ ایک مخلص طالب حق کی پُر کیف داستان ہے۔

۵-مناظرہ یادگیر:- گذشتہ سال یادگیر (بھارت) میں جماعت احمدیہ اور اہلسنت والجماعت کے درمیان تحریری مناظرہ ہوا تھا۔ وفاتِ مسیحؑ۔ ختمِ نبوت اور صداقت حضرت مسیح موعودؑ مقررہ مضامین تھے۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے جناب مولانا محمد سلیم صاحب مناظر تھے۔ اور اہل سنت والجماعت کی طرف سے جناب مولوی محمد اسماعیل صاحب سنوگڑوی مناظر تھے۔ فریقین کے تحریری پرچے "مناظرہ یادگیر" کے نام سے نہایت عمدہ کاغذ پر بڑے سائز کے ۱۲۲ صفحات پر جماعت احمدیہ یادگیر کی طرف سے شائع ہوا ہے قیمت اڑھائی روپے مقرر ہے۔ مناظرہ یادگیر واقعی ایک یادگار ہے۔ (ایڈیٹر)

نوٹ:۔ یہ پانچوں کتابیں براہ راست "مکتبۃ الفرقان" ربوہ کے ذریعہ بھی طلب کی جاسکتی ہیں (مینیجر الفرقان)

"تفہیماتِ ربّانیہ" کے متعلّق دو خطوط

اللہ تعالیٰ کے فضل سے تفہیماتِ ربّانیہ کی طباعت شروع ہے کتاب آٹھ صد صفحات کی ہے انشاء اللہ جلد سالانہ پر احباب اسے خرید سکیں گے۔ قیمت اعلیٰ کاغذ گیارہ روپے اور اخباری کاغذ آٹھ روپے ہے۔ مینیجر الفرقان ربوہ کو لکھیئے۔ اس کتاب کے متعلق ذیل کے تازہ ترین دو مکتوب درج ہیں۔ (ایڈیٹر)

۱۔ جناب مولوی غلام باری صاحب سیف پروفیسر جامعہ احمدیہ تحریر فرماتے ہیں:-

"تفہیماتِ ربانیہ ہمیشہ درجہ مبلغین کے نصاب میں رہی ہے ایک واقعہ کی وجہ سے میں اسکو کبھی نہیں بھول سکتا۔ طالب علمی کے دوران اس کے نوٹ بہت تفصیل سے میں نے لئے تھے غالباً ۱۹۴۷ء میں گوجرانوالہ کے ایک گاؤں میں مناظرہ تھا ہماری طرف سے محترم ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم مناظر تھے فریق ثانی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایک اعتراض کیا اور ایک دو بار اسکے جواب کا مطالبہ کیا اس پر میں نے تفہیماتِ ربانیہ کے نوٹوں میں سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک تحریر خادم صاحب کی خدمت میں پیش کی کہ حضور نے اس کا یہ جواب دیا ہے مجھے آجتک یاد ہے کہ خادم صاحب مرحوم نے اسی میری کاپی سے حضور علیہ السلام کی عبارت پڑھکر سنادی اور یہ میں نے تفہیمات سے ہی نوٹ لئے تھے۔

جس کتاب کا جواب استاذی المحترم نے دیا تھا اس کتاب پر غیر احمدی حلقوں کو بڑا ناز تھا میرے ایک تایا سلسلہ کے بہت معاند تھے وہ یہ کتاب عشرہ کاملہ اپنے ساتھ رکھتے تھے تبلیغ سے دلچسپی رکھنے والے تمام دوستوں کو اس کتاب کا ضرور مطالعہ کرنا چاہیئے اور اپنے پاس رکھنی چاہیئے۔ خدا کا شکر ہے کہ مولنا محترم اس نایاب کتاب کو دوبارہ احباب کے ہاتھوں میں دے رہے ہیں۔"

۲۔ محترم جناب چوہدری عزیز احمد صاحب بی۔اے نائب ناظر بیت المال تحریر فرماتے ہیں:-

"مجھے یہ معلوم کر کے بڑی خوشی ہوئی ہے۔ کہ آپ "تفہیمات ربانیہ" دوبارہ چھپوا رہے ہیں۔ اس کتاب کی افادیت کا مجھ پر گہرا اثر ہے جب میں ۱۹۳۷ء میں احمدی ہوا تو میرے والد مرحوم کے ایک دوست جناب مولوی پیر محمد صاحب وکیل شگلوی نے مجھے عشرہ کاملہ مطالعہ کیلئے دی۔ کچھ عرصہ قبل ایک رشتہ دار کے کہنے پر میں برنی صاحب کی تصنیف "قادیانی مذہب" پڑھ چکا تھا اور اس کتاب کی وجہ سے میری طبیعت منغص کر دی تھی اس میں دلائل کے ساتھ جماعت احمدیہ کے عقائد کی تردید کرنے کی بجائے نہایت چالاکی اور شر پسند طریق پر حوالہ جات کو سیاق وسباق کی فضا سے الگ کر کے محض تمسخر اور استہزاء کا رنگ دیدیا گیا تھا لیکن عشرہ کاملہ کے مطالعہ سے مجھ پر یہ اثر ہوا کہ اس کتاب کے مصنف نے نسبتاً شرافت اور دیانتداری کے ساتھ جماعت احمدیہ کے عقائد کی تردید کی کوشش کی ہے اسس کتاب کا جواب "تفہیمات ربانیہ" ہیں مجھے جلد میسر آگیا جس کو پڑھکر میں بہت متاثر ہوا۔ کیونکہ جواب نہایت سلیس اور عام فہم پیرایہ میں تھا۔ نہ صرف دلائل کے لحاظ سے جواب مسکت تھا بلکہ تحریر سے ایک خاص روحانی رنگ ظاہر ہو رہا تھا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپکی اس تصنیف کو زیادہ سے زیادہ طالبانِ حق کے لئے مفید ثابت کرے۔ آمین۔

مفید کتابوں کی فہرست

۱۔ حیاتِ طیبہ (سوانح حضرت بانی سلسلہ احمدیہ) ۶—۰۰
۲۔ حیاتِ نور (سوانح حضرت مولانا نور الدینؓ) ۱۰—۰۰
۳۔ تحریری مناظرہ (عیسائیوں سے) ۱—۵۰
۴۔ کلمۃ الحق (شیعوں سے) ۰—۷۵
۵۔ مباحثہ مصر اردو (تردید عیسائیت) ۰—۶۲
۶۔ ” ” انگریزی ” ۱—۲۵
۷۔ القول المبین (ختم نبوت پر لاجواب کتاب) ۲—۰۰
۸۔ احکام القرآن ۳—۵۰
۹۔ مذہب کے نام پر خون (اعلیٰ کاغذ) ۱—۷۵
” ” (ادنیٰ کاغذ) ۱—۵۰
۱۰۔ درد و درماں ۱—۲۵
۱۱۔ سیرت احمدؑ (اعلیٰ کاغذ) ۲—۰۰
” ” (ادنیٰ کاغذ) ۱—۵۰
۱۲۔ شانِ خاتم النبیین (ختم نبوت پر کتاب مفید) ۱—۵۰
۱۳۔ قولِ بلیغ (اعتراضات کے جوابات) ۱—۵۰
۱۴۔ حضرت مسیح کشمیر میں ۱—۵۰
۱۵۔ انعامات خداوند کریم ۳—۰۰
۱۶۔ زندہ خدا کے زندہ ثبوت ۰—۵۰
۱۷۔ میری داستان ۱—۵۰
۱۸۔ ظہور احمد موعودؑ ۱—۵۰
۱۹۔ فقہ احمدیہ (شمع حرم مع قندیل حرم) ۳—۰۰
۲۰۔ جاء الحق ۰—۵۰
۲۱۔ شہداء الحق ۱—۰۰

۲۲۔ نور احمد ۰—۳۱
۲۳۔ روح اسلام یا نعمتِ الہام ۰—۱۲
۲۴۔ حقیقۃ الشہادتین ۰—۵۰
۲۵۔ حیاتِ قدسی ۱—۰۰
۲۶۔ پاکستان کے گوردوارے ۰—۷۵
۲۷۔ ہمارا آقا مجلد ۲—۰۰
۲۸۔ درثمین عکسی اعلیٰ جلد ۲—۰۰
” ” عام جلد ۱—۵۰
۲۹۔ کلام بشیر ۰—۲۵
۳۰۔ ایمان کی باتیں ۱—۰۰
۳۱۔ صحائف قمران ۱—۵۰
۳۲۔ آپ بیتی مجاہد بخارا اعلیٰ کاغذ ۲—۵۰
” ” ادنیٰ کاغذ ۲—۰۰
۳۳۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کارنامے ۱—۰۰
۳۴۔ سیرت حضرت ام المؤمنینؓ ۴—۵۰
۳۵۔ حیات بشیر (از جناب شیخ عبد القادر صاحب) ۸—۰۰
۳۶۔ کلامِ محمود ۱—۲۵
۳۷۔ حیات قمر الانبیاء (از جناب شیخ محمد اسمٰعیل صاحب پانی پتی) ۳—۰۰
۳۸۔ مباحثات نیروبی ۱—۵۰
۳۹۔ موجودہ عیسائیت کا تعارف ۰—۱۲
۴۰۔ عیسائیت نمبر الفرقان ۱—۲۵
۴۱۔ احمدیت نمبر الفرقان ۱—۲۵

۴۲۔ حضرت حافظ روشن علیؓ نمبر الفرقان ۱—۰۰
۴۳۔ حضرت میر محمد اسحاق نمبر ” ۱—۵۰
۴۴۔ درویشان قادیان نمبر ” ۲—۵۰
۴۵۔ قمر الانبیاء نمبر اعلیٰ کاغذ ۲—۰۰
۴۶۔ خلافتِ حقہ ۰—۵۰
۴۷۔ اسلام پر ایک نظر ۰—۶۲

مطبوعات نفیس اکیڈیمی۔ کراچی

تاریخ اسلام (تین حصے) از مولانا اکبر شاہ خاں نجیب آبادی ۳۶—۰۰
تاریخ الخلفاء (اردو) از علامہ جلال الدین سیوطی ۱۲—۰۰
الادب المفرد کا اردو ترجمہ ۸—۰۰
حضرت ابوبکر صدیقؓ و فاروق اعظمؓ ۶—۷۵
حضرت عثمانؓ و حضرت علیؓ ۱۲—۰۰

مطبوعات شیخ غلام علی اینڈ سنز۔ لاہور

صحیح بخاری مع اردو ترجمہ تین جلدیں تین ہزار صفحات ۴۸—۰۰
صحیح مسلم عربی مع اردو ترجمہ ۴۰—۰۰
مشکوٰۃ شریف مع اردو ترجمہ ۴۰—۰۰
ترمذی شریف مع عربی ترجمہ ۳۰—۰۰

نوٹ

یہ سب اور دوسری کتب مکتبۃ الفرقان ربوہ سے طلب فرمادیں۔

مینیجر مکتبہ الفرقان ربوہ

تحریکِ دُعا

"الفرقان" کے خاص معاونین

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان بزرگوں اور بھائیوں اور دوستوں کو جزائے خیر بخشے انہوں نے الفرقان کی دس سالہ تحریک میں حصہ لیکر اعانت فرمائی جزاہم اللہ خیرا۔ احباب سے بھی انکے لئے درخواستِ دعا ہے۔ ایڈیٹر

ربوہ دار الہجرت

- سیدی حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ
- حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب
- حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی رض
- حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خانصاحب
- حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری
- حضرت قاضی محمد عبد اللہ صاحب بھٹی
- جناب چوہدری محمد شریف صاحب خالد ایم۔اے
- جناب رفیق احمد صاحب ثاقب ایم۔ایس سی
- جناب چوہدری یحییٰ حسن صاحب باجوہ
- جناب ڈاکٹر محمد جی صاحب سلیقہ آفیسر
- جناب قریشی عبد الرشید صاحب بی۔اے۔ایل ایل بی
- جناب چوہدری محمد لطیف صاحب ایم۔اے۔ غانا
- جناب سید ولی اللہ شاہ صاحب سابق مبلغ افریقہ
- حضرت حافظ سید مختار احمد صاحب شاہجہانپوری

قادیان دار الامان

- حضرت مولوی عبد الرحمٰن صاحب امیر جماعت
- جناب صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب
- جناب مولوی برکات احمد صاحب راجیکی مرحوم
- جناب چوہدری سعید احمد صاحب بی۔اے
- جناب چوہدری محمد عبد اللہ صاحب
- جناب ماسٹر محمد ابراہیم صاحب

- جناب سید شہامت علی صاحب سابقہ ازنن
- جناب حافظ سخاوت علی صاحب شاہجہان پوری
- جناب مسعود احمد صاحب انیق "
- جناب ڈاکٹر بشیر احمد صاحب آئی سپیشلسٹ
- جناب ڈاکٹر عطر دین صاحب
- جناب حکیم چوہدری بدر الدین صاحب عامل
- جناب چوہدری منور علی صاحب فوٹوگرافر
- جناب عبید الرحمٰن صاحب فانی
- جناب چوہدری عبد القدیر صاحب

ضلع جھنگ

- جناب میاں بشیر احمد صاحب امیر جماعت
- جناب ملک محمد حیات صاحب نسوآنہ
- جناب چوہدری عبد الحلیم خانصاحب فاضل
- جناب حافظ مبارک علی خانصاحب فاضل ولد احمد علی خانصاحب چنیوٹ۔

ضلع سرگودھا

- جناب مرزا عبد الحق صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعت
- جناب حافظ ڈاکٹر مسعود احمد صاحب
- جناب چوہدری جلال الدین صاحب چک ۹۸ جنوبی
- جناب شیخ محمد اقبال صاحب پراچہ
- جناب شیخ عبد الرحمٰن صاحب آرٹسٹ
- جناب میجر شمیم احمد صاحب جوہر آباد

ضلع لاہور

- جناب چوہدری اسد اللہ خانصاحب امیر جماعت
- جناب شیخ بشیر احمد صاحب سابق جج ہائیکورٹ
- جناب چوہدری محمد شفیع صاحب کمیشن ایجنٹ پتوکی
- جناب خواجہ محمد شریف صاحب برانڈرتھ روڈ
- جناب امیر الدین صاحب رتن باغ
- جناب ڈاکٹر اعجاز الحق صاحب
- جناب چوہدری فتح محمد صاحب لاہور ہریکیٹ ٹرانسپورٹ
- جناب محمد ابراہیم صاحب ریاض ریڈیو سروس
- جناب چوہدری اعجاز نصر اللہ خانصاحب ایڈووکیٹ
- جناب چوہدری نور احمد خانصاحب گوالمنڈی
- جناب سراج الدین صاحب نسبت روڈ
- جناب چوہدری عبد الحکیم خانصاحب میکلوڈ روڈ
- جناب سردار بشیر احمد صاحب ایس ڈی او
- جناب قریشی محمود احمد صاحب ایڈووکیٹ
- جناب چوہدری عبد الحمید صاحب ماڈل ٹاؤن
- جناب ڈاکٹر محمد عبد الحق صاحب ایم بی بی ایس
- جناب ملک عبد اللطیف صاحب ستکوہی
- جناب حافظ عبد الکریم صاحب فضل
- جناب محمد عثمان صاحب لکشمی مینشن
- جناب ایس یو شیخ صاحب کوثر مینجنگ ڈائرکٹر کوثر کمپنی لمیٹڈ
- جناب حکیم سراج الدین صاحب بھاٹی گیٹ
- جناب ڈاکٹر احسان علی صاحب میکلوڈ روڈ
- جناب مسٹر اے۔ کے بھٹی صاحب مال روڈ
- جناب شیخ بشیر احمد فضل احمد صاحبان سمن آباد
- جناب رشید احمد صاحب ملک
- جناب صاحبزادہ مرزا منیر احمد صاحب
- جناب خانصاحب میاں محمد یوسف صاحب
- جناب مرزا عبد الرحمٰن صاحب ناصر مرحوم
- جناب شیخ محمد شریف صاحب سمن آباد "
- جناب ماسٹر حسن دین صاحب اوی پارک
- جناب چوہدری فضل الرحمٰن صاحب مال روڈ
- جناب شیخ بشیر احمد صاحب ٹھیکیدار
- جناب چوہدری عزیز احمد صاحب ریٹائرڈ جج
- جناب عبد الرشید صاحب افریقی جسونت بلڈنگ
- جناب چوہدری انور لطف اللہ صاحب ایڈووکیٹ
- جناب حضرت اللہ پاشا صاحب ایم۔اے
- جناب خواجہ امیر بخش صاحب آف آسٹریلیا
- جناب چوہدری منور احمد صاحب مال روڈ
- محترمہ بیگم صاحبہ چوہدری عزیز احمد صاحب

راولپنڈی

- جناب سیٹھ محمد اسمٰعیل صاحب چھاؤنی
- جناب شیخ غلام حیدر صاحب کالج روڈ
- جناب صوفی محمد شفیع صاحب صدر

• جناب چوہدری میجر عزیز احمد صاحب
• جناب کیپٹن اے یو زیڈ احمد صاحب
• محترمہ بیگم صاحبہ جناب میاں حیات محمد صاحب
• جناب رفیق احمد صاحب دہلوی نیا محلہ
• جناب محی الدین صاحب بابا رو ڈا روڈ
• جناب کیپٹن محمد اسحٰق صاحب مری روڈ
• جناب محمد یونس صاحب فاروقی سیٹلائٹ ٹاؤن۔
• جناب سید مقبول احمد صاحب ڈلہوزی روڈ
• جناب سید منظور علی صاحب سیٹلائٹ ٹاؤن
• جناب ملک مظفر احمد صاحب کالج روڈ
• جناب ایم۔ اے غنی صاحب بی۔ اے
• جناب ماسٹر عبد الرحمٰن صاحب خاکی بی۔ اے
• جناب قاضی بشیر احمد صاحب بھٹی
• جناب قاضی عبد السلام صاحب بھٹی آف نیروبی
• جناب چوہدری بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ۔
• جناب صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب
• جناب میاں ضیاء الدین صاحب

ضلع ملتان

• جناب ملک عمر علی احمد صاحب مرحوم
• جناب ڈاکٹر عبد الکریم صاحب
• جناب پیر نصیر احمد صاحب ریڈیو فورمین
• جناب چوہدری عبد الحفیظ صاحب ایڈووکیٹ
• جناب ماسٹر نواب دین صاحب ایم۔ اے
• جناب ڈاکٹر رفیق احمد صاحب ایم بی ایس
بوریوالہ

• جناب شیخ محمد اسلم محمد سلیم صاحبان کمیشن ایجنٹ
• جناب شیخ محمد منیر صاحب احمدیہ ڈینیا پور
• جناب چوہدری منور احمد خانصاحب حرم گیٹ
• جناب چوہدری محمد اکرام اللہ صاحب اوجیگار ٹریڈنگ کمپنی
• جناب حکیم انور حسین محمود احمد صاحبان
دواخانہ دار الشفاء خانیوال
• جناب سیٹھ اللہ جوایا صاحب حسین آگاہی
• جناب چوہدری عبد اللطیف صاحب
• جناب بشارت احمد صاحب باجوہ اوورسیر
• جناب چوہدری شریف احمد ولی محمد صاحبان خانیوال
• جناب شیخ عبد الغفور صاحب پٹواری نہر

ضلع شیخوپورہ

• جناب چوہدری انور حسین صاحب ایڈووکیٹ
• جناب شیخ محمد بشیر صاحب آزاد بنالوی راکس
ڈیلر منڈی مریدکے۔
• جناب حافظ عبد الواحد صاحب ایم۔ اے۔ بی۔ ٹی
• جناب ڈاکٹر عمر الدین صاحب زون ملیریا آفیسر

ضلع گوجرانوالہ

• جناب عبد الرحمٰن صاحب صابر مینیجر سنگر مشین
• جناب ڈاکٹر محمد عبد اللہ صاحب ماگوراد زیر آباد
• جناب میاں برکت علی غلام علی احمد صاحبان ،،
• جناب مولوی محمد ابراہیم صاحب اینڈ برادرز ،،
• جناب ملک منظور احمد صاحب لاہوری گیٹ ،،
• جناب چوہدری محمد شریف صاحب فیروز والہ
• جناب میاں محمد شریف صاحب باغبانپورہ

• جناب چوہدری عبد الحمید صاحب نخانہ بازار
• جناب چوہدری مقبول احمد صاحب انسپکٹر ریلوے
• جناب سید سجاد حیدر صاحب قانونگو (ربوہ)
• جناب میاں محمد خان، اکبر علی صاحبان وزیر آباد
• جناب میاں عنایت اللہ صاحب فاروق نظام آباد
• جناب بشیر احمد صاحب ایگزیکٹو انجینئر
• جناب میاں قمر الدین صاحب ککھر مرحوم گوجرانوالہ
• جناب چوہدری پیر محمد صاحب ہیڈ کلرک
• جناب چوہدری عزیز اللہ خاں صاحب

ضلع جہلم

• جناب سیٹھی خلیل الرحمٰن صاحب مشین محلہ
• جناب سیٹھی عبد الحق صاحب مین بازار
• جناب حوالدار مبارک احمد صاحب چکوال

ضلع گجرات

• جناب چوہدری بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ
امیر جماعت احمدیہ گجرات۔
• جناب چوہدری عبد المالک صاحب شاہ دکھاریاں
• محترمہ بیگم صاحبہ جناب سید عبد العزیز صاحب
منڈی بہاؤ الدین۔
• جناب مرزا صفدر جنگ ہمایوں صاحب ملکوال

ضلع سیالکوٹ

• جناب چوہدری نذیر احمد صاحب باجوہ ایڈووکیٹ
• تعلیم الاسلام کالج گھٹیالیاں بذریعہ جناب
بابو قاسم الدین صاحب امیر جماعت ،،
• جناب حکیم سید بیر احمد شاہ صاحب۔

• جناب چوہدری عبد الستار صاحب درگانوالی
• جناب میاں سلطان احمد خانصاحب منڈیکے گورایہ
• جناب محمد علی صاحب ڈسپنسر کوٹ نیناں
• جناب چوہدری غلام حسین صاحب گوبدپور
• جناب خواجہ عبد الرحمٰن صاحب ٹھیکیدار
• جناب چوہدری خالد سیف اللہ خانصاحب
• جناب میجر چوہدری شریف احمد صاحب باجوہ
• جناب رانا عبد الحمید خانصاحب کنجرور

کوئٹہ

• جناب شیخ محمد حنیف صاحب امیر جماعت احمدیہ
• جناب شیخ کریم بخش صاحب مرحوم
• جناب شیخ محمد اقبال صاحب جناح روڈ
• جناب شیخ عبد الاحد صاحب تاجر
• مجلس خدام الاحمدیہ شارع فاطمہ جناح
• جناب الحاج خلیفہ عبد الرحمٰن صاحب
• جناب محمد عبد الحق صاحب جنجوعہ میڈیکل ہال
• احمدیہ پبلک لائبریری شارع فاطمہ جناح
• جناب خان عبد الوحید خانصاحب
• جناب ڈاکٹر عبد السمیع صاحب ڈی ایچ پی۔
• جناب ڈاکٹر میجر سراج الحق خانصاحب
• جناب سیٹھ محمد سعید صاحب۔
• جناب ماسٹر عبد الرحیم صاحب
• جناب سید قربان حسین شاہ صاحب
• جناب چوہدری محمود احمد صاحب
• جناب عطاء الحق خانصاحب مفتی روڈ

اضلاع سابق صوبہ سندھ

- جناب چوہدری سلطان علی صاحب محراب پور
- جناب نصیر احمد خانصاحب ناصر خانپور
- جناب حاجی عبدالرحمٰن صاحب رئیس باندھی
- جناب محمد عبداللہ صاحب " "
- جناب علاؤ الدین صاحب گوٹھ علاؤ الدین
- جناب چوہدری عطا محمد صاحب گوٹھ امام بخش
- جناب " غلام نبی صاحب
- جناب " محمد عبداللہ صاحب
- جناب " برکت علی صاحب
  گوٹھ سردار محمد پنجابی
- جناب حاجی کریم بخش صاحب گوٹھ قمر آباد
- جناب رئیس عبدالحمید صاحب باندھی
- جناب ڈاکٹر فقیر محمد صاحب
- جناب ڈاکٹر عبدالقدوس صاحب نواب شاہ
- جناب سیٹھ محمد دین صاحب مرحوم
- جناب چوہدری صادق احمد صاحب دریاخان مری
- جناب چوہدری ظفر اللہ خانصاحب
  پریذیڈنٹ نواب شاہ
- جناب چوہدری ننھے خاں صاحب
- جناب ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب صدیقی
  امیر جماعت احمدیہ میرپور خاص
- جناب چوہدری غلام رسول صاحب
- جناب بابو عبدالغفار صاحب حیدرآباد
- مجلس خدام الاحمدیہ گوٹھ جمال پور
- جناب چوہدری شاہ دین صاحب
  گوٹھ شاہ دین
- جناب فضل الرحمٰن خانصاحب
  زیل پاک سیمنٹ فیکٹری حیدرآباد
- جناب ڈاکٹر عبدالرحیم صاحب رحیم آباد
- جناب چوہدری فضل احمد صاحب
  پریذیڈنٹ جماعت رحیم یارخاں
- جناب حاجی قمر الدین صاحب گوٹھ قمر آباد
- جناب چوہدری شریف احمد صاحب کرنڈی
- جناب مولوی عبدالحق صاحب "
- جناب چوہدری رحمت اللہ صاحب
  ڈیرہ نواب شاہ
- جناب چوہدری محمد اکرام صاحب شاہ لطیف آباد

بہاولپور

- جناب عزیز محمد خانصاحب بہاولپور
- جناب مولوی غلام نبی صاحب ایاز
- جناب چوہدری غلام احمد صاحب اشرف

کراچی

- جناب شیخ رحمت اللہ صاحب امیر جماعت احمدیہ
- جناب سردار بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ
- جناب ملک مبارک احمد صاحب
- جناب ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب کاٹھی والے
- جناب چوہدری غلام احمد صاحب فردوس کالونی
- جناب چوہدری بشیر احمد صاحب منیر
- جناب میاں عطاء الرحمٰن صاحب طاہر
- محترمہ والدہ صاحبہ شیخ محمد رفیق صاحب
  الیشوا فریقین کمپنی کراچی۔
- جناب حافظ عبدالغفور صاحب ناصر
- جناب چوہدری مسعود احمد صاحب خورشید
- جناب چوہدری محمد خالد صاحب
- جناب شیخ عبدالحفیظ صاحب ۳/۱ مارکیٹ روڈ
- جناب محمد شریف صاحب چغتائی
- محترمہ انور سلطانہ صاحبہ بیگم ایم۔اے ارشاد صاحب
- جناب عبدالرزاق صاحب جہنہ
- جناب عبدالقاسم صاحب بنگالی
- جناب قاضی محمد اسلم صاحب ایم۔اے لاہور
- جناب مولوی صدر الدین احمد صاحب
- محترمہ حمیدہ بیگم اہلیہ مولوی صدر الدین احمد صاحب
- جناب میجر محمد عبداللہ صاحب جہار
- جناب ملک رشید احمد صاحب نیدر روڈ
- جناب چوہدری محمد اسمٰعیل صاحب
- جناب چوہدری شاہ نواز خانصاحب
  شاہ نواز لمیٹڈ
- جناب چوہدری احمد مختار صاحب المختار لمیٹڈ
- جناب چوہدری آفتاب احمد صاحب وکٹوریہ روڈ
- جناب چوہدری احمد جان صاحب اکبر منزل
- جناب میجر عبداللطیف صاحب بابر کینٹ
- جناب چوہدری شریف احمد صاحب ڈی ایچ
- جناب عبدالرحیم صاحب مدہوش مارٹن روڈ
- جناب مولوی عبدالمجید صاحب دہلوی نائب امیر جماعت
- جناب بشیر احمد صاحب ڈرائیور
- جناب حاجی شیخ رشید احمد صاحب
- جناب مرزا محمد رفیق صاحب چغتائی ناظم آباد
- جناب مرزا عبدالوحید صاحب لیاری کوارٹرز
- محترمہ انور بیگم صاحبہ اہلیہ فضل حق خانصاحب
- جناب ملک منیر احمد صاحب قیصر سینما
- جناب سعید احمد خانصاحب

بہاول نگر

- جناب چوہدری غلام مصطفٰے احمد دین صاحبان
  چک $\frac{184}{7.R}$
- جناب چوہدری غلام نبی صاحب گرداور
  سوڈا البستی
- جناب چوہدری غلام قادر صاحب اینڈ کمپنی ہارون آباد
- جناب چوہدری علم دین صاحب کمیشن ایجنٹ
  ہارون آباد
- جناب مولوی محمد شفیع صاحب دکاندار چک $\frac{166}{7.R}$
- جناب چوہدری عبدالعزیز صاحب باجوہ
  ہارون آباد
- جناب چوہدری بشیر احمد صاحب چک $\frac{103}{7.R}$

پشاور

- جناب محمد سعید احمد صاحب نشتر آباد
- جناب الحاج نوابزادہ محمد امین خانصاحب نبول
- جناب مولوی خلیل الرحمٰن صاحب فاضل پشاور

لائلپور

- جناب صاحبزادہ مرزا حفیظ احمد صاحب

• جناب مبارک علی صاحب راجباہ روڈ
• جناب مولوی برکت علی صاحب لائق لدھیانوی مرحوم جڑانوالہ
• جناب شیخ الحاج عبداللطیف صاحب
• جناب آغا محمد نعیم صاحب ولد آغا چراغدین صاحب ۲۹۴ گ - ب -

دیگر اضلاع

• جناب چوہدری محمد شریف صاحب امیر جماعت منٹگمری
• جناب ملک محمد مستقیم صاحب ایڈووکیٹ ،،
• جناب شیخ محمد صاحب سکول رینالہ اسٹیٹ
• جناب سید بشیر احمد شاہ صاحب مانسہرہ
• جناب سردار امیر محمد خان صاحب قیصرانی
• جناب مختار احمد صاحب بٹ کوٹلی
• جناب محمد منظور احمد صاحب ایڈووکیٹ کوٹلی
• جناب محمد لطیف صاحب دکاندار ،،
• جناب سید محمد حسین شاہ صاحب
• جناب قاضی برکت اللہ صاحب ایم۔اے سابق پروفیسر گورنمنٹ کالج میرپور آزاد کشمیر
• جناب میجر حمید احمد صاحب کلیم ،،
• جناب ڈاکٹر مرزا عبدالرؤف صاحب کیمبلپور
• جناب چوہدری محمد شریف صاحب منٹگمری

مشرقی پاکستان

• جناب مولوی ابوالصلاح محمد صاحب بی۔اے امیر جماعت احمدیہ مشرقی پاکستان
• جناب ایس۔ایم۔حسن صاحب ڈھاکہ
• جناب قاضی خلیل الرحمن صاحب خادم بخشی بازار روڈ
• جناب محمد سلیمان صاحب ڈھاکہ
• جناب مولوی ابوالخیر محب اللہ صاحب محمود نگر
• جناب صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب ڈھاکہ
• جناب ڈاکٹر عبدالصمد صاحب ڈی پی ایچ نارائن گنج۔
• جناب شیخ عبدالحمید صاحب ڈھاکہ
• جناب چوہدری انور احمد صاحب کاہلوں نارائن گنج
• جناب چوہدری سیف اللہ خانصاحب سیفی
• جناب ملا محمد فضل کریم صاحب
• جناب چوہدری عزیز احمد صاحب شاہنواز لمیٹڈ ڈھاکہ
• جناب ملک محمد طفیل صاحب ڈھاکہ
• جناب محمد حبیب اللہ صاحب نارائن گنج
• جناب شیخ ظفر احمد صاحب میاں اینڈ کمپنی ڈھاکہ
• جناب سید میجر ضیاء الحسن صاحب چٹاگانگ
• جناب چوہدری احسان اللہ صاحب ،،
• جناب میاں محمد انور، ڈاکٹر محمد شفیق صاحبان چٹاگانگ۔
• جناب احمد علاؤ الدین صاحب چٹاگانگ
• محترمہ محمودہ بیگم سعدی صاحبہ ،،
• جناب محمد اسحٰق صاحب قریشی ،،
• جناب سید سہیل احمد صاحب چٹاگانگ ڈپٹی ڈائرکٹر ڈھاکہ
• میجر بی ایم اقبال صاحب چٹاگانگ

بھارت

• جناب مولینا محمد سلیم صاحب کلکتہ
• جناب مولینا بشیر احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ کلکتہ۔
• جناب میاں محمد حسین صاحب کلکتہ
• جناب فضل احمد صاحب سپرنٹنڈنٹ پٹنہ
• کمال الدین صاحب مدراسی
• جناب محمد عبداللہ بی۔ایس۔سی۔ ایل ایل بی حیدرآباد
• جناب مولوی سراج الحق صاحب حیدرآباد دکن
• جناب الصدیق امیر علی صاحب مالابار
• جناب میاں محمد عمر صاحب پنجاب ہاؤس کلکتہ
• جناب میاں محمد بشیر صاحب سہگل ،،
• جناب سیٹھ محمد الیاس صاحب حیدرآباد دکن
• جناب مولوی محمد شمس الدین صاحب کلکتہ
• جناب سیٹھ معین الدین صاحب چنتہ کنٹہ
• جناب بابو تاج دین صاحب سرینگر
• جناب سید بشیر الدین صاحب کلکتہ
• جناب سیٹھ محمد صدیق صاحب ،،
• جناب محمد مجید صاحب سولیجہ کانپور
• جناب محمد عبدالغنی صاحب چنتہ کنٹہ

لنڈن

• جناب چوہدری عبدالرحمٰن خانصاحب مولوی فاضل
• جناب خان بشیر احمد صاحب رفیق نائب امام مسجد لنڈن

دیگر ممالک

• جناب صالح الشیبی الہندی صاحب سورابایا۔ انڈونیشیا۔
• محترمہ امۃ النصیر صاحبہ اہلیہ مکرم صالح الشیبی صاحب
• جناب چوہدری نذیر احمد صاحب ایم ایس سی کماسی۔ غانا۔
• جناب مسٹر ناظم خانصاحب غوری مشرقی افریقہ
• جناب افتخار احمد صاحب ایاز یوگنڈا
• جناب ایم۔اے ظفر صاحب ایم بی بی ایس ٹابورہ ٹانگانیکا۔
• جناب مولینا محمد اسمٰعیل صاحب منیر روزہل۔ ماریشس حال۔ ربوہ
• جناب چوہدری عبدالستار صاحب کویت
• جناب ایم۔اے ہاشمی صاحب ،،
• جناب سید عبدالرحمٰن صاحب امریکہ
• احمدیہ مسلم مشن نائیجیریا
• جناب حکیم طاہر محمد صاحب سنگاپور
• جناب عبدالغفور رحمٰن بخش صاحب امریکہ
• جناب عبدالعزیز رحمٰن بخش صاحب امریکہ
• جناب ایم۔ دائی ندیم صاحب نیروبی
• ڈاکٹر خلیل احمد صاحب ناصر ریٹائرڈ، امریکہ
• جناب ڈاکٹر ایس۔اے لطیف صاحب عدن

(مطبع:- ضیاء الاسلام پریس ربوہ- طابع و ناشر:- ابو العطاء جالندھری- مقامِ اشاعت:- دفتر الفرقان- ربوہ)

تفہیمات ربانیہ

پرانے کامیاب مبلغ سلسلہ جناب قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری کی رائے

''کتاب تفہیمات ربانیہ مصنفہ مولانا ابوالعطاء صاحب ایک لاجواب تصنیف ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ، پیشگوئیوں اور الہامات وغیرہ پر مخالفین احمدیت کے اعتراضات کے شافی جوابات دیئے گئے ہیں۔ میں نے غیر احمدیوں کے احمدیت پر اعتراضات کے جوابات میں ہمیشہ اس کتاب کو بہت مفید پایا ہے۔ میرے نزدیک ہر احمدی گھرانہ میں یہ کتاب موجود ہونی چاہیئے۔ اس کے مطالعہ سے نہ صرف احمدیوں کے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے بلکہ وہ اس کے مطالعہ سے اس قابل ہو سکتے ہیں کہ مخالفین کے اعتراضات کا خود ہی تسلی بخش جواب دے سکیں۔ میں نے خود اس کتاب سے مناظرات اور تصنیفات میں بہت فائدہ اٹھایا ہے۔ یہ کتاب ایک عرصہ سے نایاب تھی مجھے یہ معلوم کر کے از حد خوشی ہوئی ہے کہ مولانا ابوالعطاء صاحب اب اس کتاب کو دوبارہ شائع کر رہے ہیں اور اس میں یکصد صفحات کے قریب ضروری مضامین کا اضافہ فرما رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس بیش قیمت خدمت کو قبول فرمائے اللھم امین۔

محمد نذیر لائلپوری
۸-۱۰-۶۴

نوٹ: قیمت مجلد سفید کاغذ: گیارہ روپے
قیمت مجلد عام اخباری کاغذ: آٹھ روپے

ملنے کا پتہ: مکتبہ الفرقان ربوہ

حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کا ارشاد

دوستوں کو ''تفہیمات ربانیہ،، کی اشاعت میں
بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہیے

میرے محترم جناب ابوالعطاء صاحب کی تصنیف لطیف ''تفہیمات ربانیہ،، پہلی بار دسمبر ۱۹۳۰ء میں بک ڈپو تالیف و اشاعت قادیان کی طرف سے شائع ہوئی تھی - خود حضرت امیرالمؤمنین ایدہ‌اللہ تعالی بنصرہ العزیز نے اسکا نام ''تفہیمات ربانیہ،، رکھا تھا - اس کتاب میں خداتعالی کے عطا کردہ فہم سے مخالفین کے اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے - ایسی کتب جماعت کے نوجوانوں اور نومبائعین کے لئے بہت ضروری اور مفید ہیں - اب اسکا نیا ایڈیشن شائع ہو رہا ہے - اسکی افادیت ظاہر ہے - دوستوں کو اس سے فائدہ اٹھانا چاہئیے اور اسکی اشاعت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہئیے - فقط

خاکسار

احقر العباد ناصر احمد

۶۴ - ۱۰ - ۱۶

(الفضل ۲۳ اکتوبر ۱۹۶۴ء)

ٹائیٹل نصرت آرٹ پریس ربوہ میں چھپا -